ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16 تا 22 مئی 2002ء

☆ جنگ کے گھرے بادل (اداریہ)

☆ پاکستان کی سلامتی اور خطہ میں امریکی مفادات (تجزیہ)

☆ عہد حاضر کی اسلامی ریاست میں اجتہاد کا طریقِ کار (منبر و محراب)

عالم اسلام کے خلاف اسرائیل اور امریکہ کا شیطانی منصوبہ

''اس وقت عالم انسانی جن امراض و بیماریوں کا شکار اور جن ہلاکتوں اور خطرات کا نشانہ ہے اس کی نظیر گزشتہ صدیوں میں بھی نہیں ملتی۔ پھر بڑی آزمائش اور پیچیدگی یہ ہے کہ خود عالمِ اسلامی ایسے خطرات اور آزمائشوں کا نشانہ بنا ہوا ہے جو پہلے قیاس و تخیل میں بھی نہیں آتے تھے، وہ ایسی سازشوں، منصوبہ بندیوں کا نشانہ بنا ہوا ہے جو اپنی ظاہری اشکال میں مختلف ہیں لیکن مقصد کے لحاظ سے متحد اور معاون ہیں۔ وہ یہ کہ عالمِ اسلامی سے اسلام کا اثر زائل کر دیا جائے، اسلامی تعلیمات کی گرفت اسلامی دنیا سے نہ صرف ڈھیلی کر دی جائے بلکہ ناپید کر دی جائے۔

اسلامی ممالک، مسلم معاشرہ اور تعلیم یافتہ طبقہ و حکمران حلقہ میں اسلام کے بارے میں احساسِ کہتری پیدا کر دیا جائے اور اس بات کا یقین کہ اسلام اور اس کی تعلیمات اور احکام موجودہ زمانے میں حکومت و قیادت، رہنمائی و رہبری اور زندگی و معاشرہ کی تشکیل کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اس تخریبی اور پورے عالمِ اسلام کے حق میں منفی منصوبہ کی تشکیل اور ترتیب میں اسرائیل کی ذہانت و ذکاوت (بلکہ شاطرانہ طرزِ فکر) امریکہ کے وسائل اور اس کی توانائیوں اور عالمی اثرات کے ساتھ شامل ہے۔ اسرائیل اور امریکہ دونوں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ اسلام کا اثر نہ صرف عالمی سیاست میں بلکہ خود عالم اسلام میں ختم کر دیا جائے۔ اسرائیل کی یہ ذہانت اور امریکہ کی یہ طاقت آپس کے شدید مذہبی تضاد کے باوجود اس نقطہ اور مقصد پر متحد ہو گئی ہے۔ حالانکہ انسانیت کا مستقبل، مسلمانوں کی بقاء و قیادت پر ہی منحصر ہے۔ مسلمان ہی عالمِ انسانی کو فلاح و نجات، ہدایت و ارشاد، دنیوی سلامتی اور اخروی فلاح و نجات کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔''

(مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی ''کاروانِ زندگی''، جلد ششم سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ج وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ط قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ج لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ز وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ o﴾ (آیات: ۱۳۴ تا ۱۳۶)

’’یہ ایک گروہ تھا جو گزر گیا۔ جو (نیک عمل) انہوں نے کمایا‘ وہ ان کے لئے تھا اور تمہارے لئے وہ (عمل) ہے جو تم نے کمایا۔ اور تم سے نہیں پوچھا جائے گا ان کاموں کے بارے میں جو انہوں نے کئے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تبھی ہدایت پاؤ گے۔ کہہ دیجئے (اے نبیؐ) نہیں‘ بلکہ ہم تو پیروی کریں گے ابراہیم کے طریقے کی‘ پوری طرح یکسو ہو کر۔ اور وہ (ابراہیم) مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (اے مسلمانو!) تم کہو (ان یہودیوں اور نصرانیوں سے) ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا (یعنی قرآن مجید) اور اس سب پر بھی کہ جو کچھ نازل کیا گیا تھا ابراہیم کی طرف اور اسمٰعیل کی طرف اور اسحٰق کی طرف اور یعقوب کی طرف اور ان کی اولاد کی طرف اور (اس پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں) جو کچھ دیا گیا تھا موسیٰ کو (یعنی تورات) اور جو کچھ دیا گیا تھا عیسیٰ کو (یعنی انجیل) اور جو کچھ بھی دیا گیا تھا تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم تفریق نہیں کرتے ان میں سے کسی کی اور ہم نے تو اپنی گردن جھکا دی ہے اللہ کے سامنے۔‘‘

یہ بہت معنی خیز جملہ ہے کہ انبیاء کا ایک گروہ گزر چکا۔ اس گروہ میں نہایت جلیل القدر پیغمبر شامل تھے۔ ان میں ابراہیم علیہ السلام بھی تھے اور ان کے بیٹے اسحٰق علیہ السلام اور پوتے یعقوب علیہ السلام بھی شامل تھے۔ تو جو کچھ انہوں نے اعمال نیک کئے وہ اُن کے کام آئیں گے۔ اور تمہارے کام صرف وہ نیکیاں آئیں گی جو تم کماؤ گے۔ یعنی ’’پدرم سلطان بود‘‘ کی یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تمہارا یہ کہنا اللہ کی نگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا کہ تم ابراہیمؑ کی نسل سے ہو یا اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے۔ اللہ تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تمہارے اپنے اعمال کیا ہیں! تم نے کیا نیکیاں کمائیں یا کون سی برائیوں کی گٹھڑیاں تم لے کر یہاں آ گئے ہو۔ یہ تو تمہارا اپنا ہی عمل ہو گا جو تمہارے لئے مثبت یا منفی نتیجہ برآمد کرے گا۔ تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تمہارے آباء واجداد کیا کرتے رہے۔

اگلی آیت میں یہود و نصاریٰ کی جانب سے پھیلائی گئی ایک اور غلط فہمی کا ازالہ فرمایا گیا۔ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ہدایت یافتہ گروہ صرف یہودی اور نصرانی ہی ہو سکتے ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اِس فریب کا پردہ چاک کرنے کی خاطر نبی اکرم ﷺ کی زبان سے کہلوایا کہ نہیں‘ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ موحد کامل‘ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ و مسلک ہی کو معیار حق قرار دیا جا سکتا ہے‘ جو شرک کی ہر آلائش سے پاک تھا۔ اصل ہدایت یافتہ وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت و مسلک پر عمل پیرا ہے۔ یہود و نصاریٰ چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے طریقے سے ہٹ کر شرک و بدعت کی راہ اختیار کر چکے تھے لہٰذا ان کا یہ دعویٰ بالکل باطل ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ ملتِ ابراہیمی کے سچے پیروکار تو بس محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگلی آیت میں اہلِ حق کو پرکھنے اور جانچنے کا ایک اور معیار بھی پیش کر کے یہود و نصاریٰ کے موقف کی تغلیط کر دی گئی کہ راہِ حق اور راہِ ہدایت پر گامزن وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ کے تمام پیغمبروں اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہوں۔ یہ شرف بھی صرف امتِ مسلمہ کو حاصل ہے کہ سابقہ تمام رسولوں اور آسمانی کتابوں پر بھی ان کا ایمان ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ اور قرآن حکیم پر بھی وہ ایمان رکھتی ہے‘ جبکہ یہود و نصاریٰ سمیت کوئی دوسری قوم یا اُمت اس معیار پر پورا نہیں اترتی۔ ☆ ☆ ☆

حق کو سمجھنے کے باوجود ناحق فیصلہ کرنے والے کا انجام

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْقُضَاةُ ثَلاَثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ

(رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاضی/جج تین قسم کے ہیں۔ ان میں سے ایک جنت کا مستحق ہے اور دو دوزخ کے۔ جنت کا مستحق قاضی/جج وہ ہے جس نے حق کو سمجھا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور جس حاکم نے حق کو سمجھنے کے باوجود ناحق فیصلہ کیا وہ دوزخ کا مستحق ہے اور دوسرے وہ قاضی/جج دوزخ کا مستحق ہے جو بے علم اور جاہل ہونے کے باوجود فیصلہ کرنے بیٹھ جائے۔

صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اہل ہی نہ ہو اور وہ فتویٰ اور قضاء کا منصب سنبھال لے تو باوجود نیک نیت اور عادل ہونے کے غلط فیصلے کرے گا اور ایسے غلط فیصلہ پر وہ کسی اجر کا حقدار نہ ہو گا بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لے گا۔ مثل مشہور ہے کہ نیم حکیم خطرہ جان‘ نیم ملا خطرہ ایمان۔ اور جس کو قاضی بنایا جاتا ہے اس پر تو بہت بڑی ذمہ داری آ جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو فرمایا ہے: ’’جو لوگوں کے درمیان منصف بنا دیا گیا وہ تو گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔‘‘ قاضی و جج بننا کوئی معمولی ذمہ داری اور منصب نہیں ہے بلکہ کانٹوں کا تاج سر پر رکھنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ جو قاضی اس منصب کا حق ادا کرے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے وہ جنت کا مستحق ہے۔

خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 11 شمارہ 19

16 تا 22 مئی 2002ء

(2 تا 8 ربیع الاول 1423ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

معاونین: مرزا ایوب بیگ، سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت : 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
☆ یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ
.... 1500 روپے
☆ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ
.... 2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

جنگ کے گہرے بادل

عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق پاک بھارت جنگ کے امکانات شدید خطرے کے نشان تک جا پہنچے ہیں۔ بھارت نے آج سے قریباً چھ ماہ قبل پاک بھارت سرحد پر اپنی تمام تر فوجی قوت کو مجتمع کر کے ایک معنی میں جنگ کا اعلان تو کر ہی دیا تھا جب دسمبر ۲۰۰۱ء میں بھارتی پارلیمنٹ پر دہشت گردانہ حملے کا الزام نہایت بھونڈے انداز میں پاکستان پر تھوپ کر پاکستان کو سبق سکھانے کے لئے ملٹری ایکشن کا عندیہ دیا تھا۔ وہ دن اور آج کا دن، بھارت نے اپنی فوجیں سرحد سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹائیں۔ پاکستان نے بھارتی دباؤ کے پیش نظر واجپائی حکومت کے متعدد مطالبات ماننے کا اعلان کیا، جن میں پاکستان کی جہادی تنظیموں پر پابندی اور جہاد کشمیر کی در پردہ مدد و معاونت سے ہاتھ کھینچ لینا خصوصیت کے ساتھ شامل تھے۔ بھارت نے حکومت پاکستان کے ان اقدامات کو ناکافی قرار دیا اور اپنے تمام مطالبات پورے ہونے تک سرحدوں سے فوج نہ ہٹانے کی ضد جاری رکھی۔ گزشتہ ہفتے کے دوران بھارت نے بعض مغربی ممالک کو اپنے اس ارادے سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ کشمیر میں محدود جنگی کارروائی کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ یہ گویا پاکستان پر مزید دباؤ بڑھانے اور اپنے جارحانہ عزائم کے حصول کی راہ ہموار کرنے کا ایک حربہ ہے۔

امریکہ نے بھی اس صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جنگ کے امکانات کا شدید خدشہ ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ سرکاری ذرائع کے مطابق امریکی وزارت خارجہ کی اعلیٰ عہدیدار کرسٹینا روکا پاک بھارت تناؤ کو کم کرنے کے لئے اسلام آباد اور دہلی کے درمیان چکر لگا رہی ہیں۔ یہ صورت حال یقیناً نہایت تشویش ناک ہے۔ پاک بھارت جنگ اگر چھڑ گئی تو اس بات کی ضمانت کوئی نہیں دے سکتا کہ یہ جنگ ایک مخصوص علاقے تک ہی محدود رہے گی اور اس کا پھیلاؤ پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔ اسی طرح اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ اس متوقع جنگ میں ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ غالب امکان یہی ہے کہ جنگ اگر ہوئی تو محدود پیمانے پر ہوگی، تاہم دیگر خدشات کو خارج از امکان بہر حال قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ قوم اس وقت مختلف طبقات میں بٹی ہوئی ہے۔ حکومت کو عوام کا اعتماد حاصل نہیں ہے بلکہ بحیثیت مجموعی اس کی پالیسیاں عوامی توقعات اور قومی امنگوں سے متصادم ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ یہ معاملہ صورت حال کی سنگینی میں اضافہ کا موجب ہے —— ہم اربابِ حکومت کی خدمت میں یہ گزارش کرنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارا ''بھروسہ'' اور ''توکل'' امریکہ پر ہے اور ہم اس سے مدد اور حمایت کی آس لگائے بیٹھے ہیں تو اس سے بڑی خام خیالی کوئی نہیں —— یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ امریکہ اس وقت عالم اسلام کے خلاف یہود کے ناپاک اور گھناؤنے ایجنڈے کی تکمیل میں سرگرم عمل ہے —— اس کے اگر اپنے کچھ مفادات ہیں بھی، تو وہ یہودی ایجنڈے کے تابع ہیں۔ وہ ایک ایسے بدمست عفریت کی مانند ہے جس کی طنابیں یہود کے ہاتھوں میں ہیں جن کی ''اسلام دشمنی'' کا سب سے بڑا شاہد خود قرآن ہے۔ چنانچہ اس حقیقت سے بھی کوئی نہایت ڈھیٹ یا کور چشم شخص ہی انکار کر سکتا ہے کہ پاکستان کی سرحدوں پر بھارتی افواج کا یہ غیر معمولی اجتماع نہ صرف یہ کہ امریکہ کی اجازت سے ہے بلکہ بھارت در پردہ طور پر چشم یار کی شہ پا کر ہی یہ ساری کارروائی کر رہا ہے۔ چنانچہ پاک بھارت کشیدگی کو کم کرنے اور جنگ کی آگ بھڑکنے کے امکان کو کم کرنے کی خاطر امریکی وزارت خارجہ کی اعلیٰ عہدیدار کرسٹینا روکا جو کردار ادا کر رہی ہیں، یہ محض ایک ڈراما ہے۔ اس آمد و رفت کا اصل مقصد پاکستان پر دباؤ کو مزید بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ۔ امریکہ سے بے وفائی کا تجربہ تو ماضی میں متعدد بار ہمیں ہو ہی چکا ہے، اب امریکہ کی اسلام دشمنی بھی مسلّم ہو چکی ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ امریکہ اور یہود و ہنود پر مشتمل یہ مثلث اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کا جال

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

قرآن وسنت کے واضح احکامات کے بارے میں اجتہاد نہیں کیا جا سکتا

اجتہاد کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں کوئی حکم قرآن وسنت میں موجود نہ ہو

جدید اسلامی ریاست میں قانون سازی یعنی اجتہاد پارلیمنٹ کے ذریعے لیکن قرآن وسنت کے اندر ہوگا

اس امر کا فیصلہ کہ پارلیمنٹ کا کوئی اجتہاد شریعت کی حدود سے تجاوز تو نہیں کر گیا' عدالتِ عظمیٰ کرے گی

اگر کوئی شہری سمجھتا ہے کہ فلاں قانون شریعت کی حدود سے باہر نکل گیا ہے تو وہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۰ مئی ۲۰۰۲ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

عہد حاضر کی اسلامی ریاست میں قانون سازی یا اجتہاد کا عمل کیسے ہوگا' ہمیں آج اس اہم مسئلہ کے بارے میں غور و فکر کرنا ہے۔ یہ بات اولاً علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں کہی تھی کہ اجتہاد بذریعہ پارلیمنٹ ہوگا۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ اس کا مفہوم کیا ہے اور اس مسئلہ کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ اجتہاد کی ضرورت کہاں پیش آتی ہے!

اجتہاد کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں کوئی حکم قرآن مجید اور حدیث وسنت رسولؐ میں موجود نہ ہو۔ اگر کوئی چیز قرآن حکیم میں موجود ہے اور حدیث وسنت سے ثابت ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اجتہاد کا کوئی سوال ہی نہیں ہوگا' بلکہ اسے من وعن نافذ کیا جائے گا۔ اجتہاد کا لفظ ''جہد'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کوشش۔ اجتہاد باب افتعال سے ہے: اپنے اوپر مشقت جھیلنا۔ یعنی کوئی نیا معاملہ سامنے آ گیا ہے جو پہلے موجود نہیں تھا اور جس کے بارے میں کتاب وسنت میں کوئی واضح رہنمائی نہیں ہے' اس کے ضمن میں پوری کوشش کر کے ایسی بات تلاش کرنا جو کتاب وسنت کی روح کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اس کوشش کا نام اجتہاد ہے۔ یہ لفظ ایک حدیث سے ماخوذ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ ابن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو روانگی کے وقت آپؐ نے سوال کیا: اے معاذؓ! جب وہاں تمہارے سامنے معاملات آئیں گے تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں تلاش کروں گا' اگر وہاں فیصلہ مل جائے گا تو نافذ کر دوں گا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا: اگر قرآن میں کوئی بات صریح نہ ملے؟ تو انہوں نے عرض کیا' پھر میں آپؐ کی کوئی بات دیکھوں گا کہ آپؐ نے کسی موقع پر کوئی فیصلہ کیا ہو۔ تیسری مرتبہ سوال کیا کہ: جب تمہیں نہ قرآن سے اور نہ میرے کسی قول و فعل سے رہنمائی ملے تو کیا کرو گے؟ اب انہوں نے عرض کیا ((ثم اجتھد)) پھر میں اپنی سی پوری کوشش کروں گا' سوچوں گا' غور کروں گا اور گہرے غور و خوض کے بعد فیصلہ کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اجتہاد وہی شخص کر سکتا ہے جو قرآن وسنت کے مزاج اور روح سے آشنا ہو۔ کسی نئے مسئلے کے بارے میں شریعت کا حکم معلوم کرتے ہوئے وہ اس بات کا خیال رکھے گا کہ اس کا کوئی فیصلہ روحِ اسلام کے منافی نہ ہو جائے۔ کہیں وہ بات صریحاً قرآن و حدیث کی کسی بات سے ٹکرا نہ جائے۔ یہ ہے درحقیقت اجتہاد۔

اب اجتہاد کے ضمن میں دو باتیں سمجھنے کی ہیں۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ اجتہاد کا حق کسے حاصل ہے۔ کیا ہر شخص اجتہاد کا حق رکھتا ہے یا اس کے لئے اہلیت اور قابلیت کا کوئی معیار معین کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ دوسرا معاملہ ہے اس کے نفاذ کا' کہ اسلامی حکومت میں اسے نافذ کرنے کا اختیار کسے ہے! یہ دو چیزیں علیحدہ ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں اجتہادی فیصلہ کرنے اور اسے نافذ کرنے کا اختیار آنحضور ﷺ کو حاصل تھا کہ کتاب وسنت کا سب سے بڑھ کر علم بھی آپؐ رکھتے تھے اور اجتہاد کو نافذ کرنے کی اتھارٹی بھی آپؐ ہی تھے۔ خلافتِ راشدہ میں اجتہاد کا اختیار اور قوتِ نافذہ سربراہ حکومت کے پاس ہوتی تھی۔ خلافت راشدہ کے بعد جب بنو امیہ اور بنو عباس کا دور آیا' یہ بادشاہت کا دور تھا اور ضروری نہیں کہ بادشاہ اجتہاد کرنے کا اہل بھی ہو' لہٰذا اب یہ کام دو حصوں میں بٹ گیا۔ مجتہد کا مقام تو علماء کرام کو حاصل تھا جو کتاب وسنت کے جاننے والے تھے' لیکن ان کے پاس قوت نافذہ نہیں تھی۔ وہ حاکم نہیں تھے' لہٰذا علماء کے اجتہاد کو نافذ کرنے کا اختیار حاکم وقت یا خلیفہ وقت کو تھا' اس لئے کہ قوتِ نافذہ اسی کے پاس تھی۔ آج کے زمانے میں قوت نافذہ پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ لہٰذا اجتہاد تو اہل علم ہی کریں گے' البتہ پارلیمنٹ جس اجتہاد کو اکثریت سے قبول کر لے گی وہ نافذ ہو جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی ہر شہری کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ پارلیمنٹ کا نافذ کردہ فلاں قانون اللہ اور رسولؐ کی عائد کردہ حدود سے نکل گیا ہے تو وہ عدالت سے رجوع کر سکے۔ ہر شخص کو یہ موقع ملنا چاہئے کہ وہ سپریم کورٹ میں جا کر اپنے دعوے کے حق میں دلائل پیش کر سکے' خواہ وہ وکلاء کی مدد لے یا علماء کی مدد سے اپنے دعوے کو مدلل انداز میں پیش کرے۔ اس کے بعد حکومت کی طرف سے بھی وکلاء اور علماء عدالت میں آ کر اپنے موقف کے حق میں دلائل دیں۔ بھرپور سماعت کے بعد آخری فیصلہ اعلیٰ عدالت پر چھوڑ دیا جائے۔ شہریوں کا یہ حق موجود رہنا چاہئے' اس لئے کہ اولوالامر (پارلیمنٹ) کی غیر مشروط اور مطلق اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے بلکہ یہ اطاعت معروف کے دائرہ کے اندر اندر ہوگی۔ جیسا کہ میں نے آپ کو آیت سنائی ہے ''اے اہل ایمان! اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھو' اللہ سے ڈرتے رہو' اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' یعنی اجتہاد کا عمل اللہ اور اس کے رسول کے دائرے کے اندر رہ کر ہی کیا جا سکے گا۔ ہم اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ حدیث میں آتا ہے: ''مومن کی مثال اس گھوڑے کی مانند ہے جو ایک کھونٹے سے رسی کے ذریعے بندھا ہوا ہے۔'' جو اللہ کو نہیں مانتا وہ مادر پدر آزاد ہے' جو چاہے کرے۔ لیکن جو اللہ کو مانتا ہے' اسے اللہ اور رسولؐ کے احکام کی پابندی کرنا ہوگی۔ بہر حال اس مثال کے ذریعے اس مسئلے کو سمجھئے۔ فرض کیجئے آپ کے پاس کھلا میدان ہے۔ آپ نے گھوڑے کو ۲۰۰ گز لمبی رسی سے باندھ دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ۲۰۰ گز نصف قطر کا دائرہ وجود میں آ جائے گا جس میں گھوڑا آزاد ہے کہ جہاں چاہے گھومے اور جدھر چاہے بیٹھ جائے' لیکن اس دائرہ سے باہر وہ قدم نہیں نکال سکتا۔ یہ ہے اصل میں پابندی اور آزادی کا امتزاج کہ جو مطلوب ہے۔ فرمانِ ربانی ہے:

> ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو' اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے جو حاکم ہیں ان کی' پھر اگر تمہارے اور اولی الامر کے درمیان کسی معاملے میں تنازعہ ہو جائے تو لوٹا دو اس معاملے کو

اللہ اور اس کے رسول کی جانب''

اگر حاکم کا حکم اللہ اور اس کے رسول کے دائرے کے اندر ہے تو تمہیں ماننا پڑے گا اور اگر تم ثابت کر دو کہ یہ تو ان حدود کو پار کر گیا ہے تو وہ حکم Null and void ہو جائے گا۔ فرض کیجئے خلیفہ ہیں حضرت عمرؓ اور وہ ایک فیصلہ دے رہے ہیں اور بعض صحابہؓ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے' تو فیصلہ کیسے ہوگا؟ اور ایسا فی الواقع ہوا جب ایران' شام' عراق اور مصر فتح ہو گئے — فتح کرنے والے چند ہزار صحابہؓ تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمام زمینیں مال غنیمت میں شامل ہیں' پانچواں حصہ بیت المال کا ہوگا' بقیہ چار حصے ہمارے اندر تقسیم کر دیجئے — اب اگر ایسا ہو جاتا تو دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا جاگیردارانہ نظام قائم ہو جاتا۔ چند ہزار Feudal Lords بڑے بڑے رقبوں کے مالک بن جاتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں' یہ اموال ''فے'' شمار ہوں گے' اموال غنیمت نہیں۔ اموال ''فے'' وہ ہیں جو بغیر لڑے قبضے میں آ جاتے ہیں' وہ کُل کے کُل بیت المال کا حصہ ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ اموال غنیمت صرف وہ ہوں گے جو محاذ جنگ پر مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ ان میں اسلحہ کے ساتھ ساتھ سامان رسد بھی شامل ہے۔ اسی طرح وہاں جو مرد اور عورتیں قیدی بنائے جائیں گے انہیں غلاموں اور کنیزوں کے طور پر مجاہدین میں تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن نہ تو پورے مفتوحہ ملک میں جو لوگ آباد ہیں وہ سب کے سب غلام بنیں گے اس لئے کہ وہ جنگ میں موجود نہیں تھے اور نہ اس ملک کی اراضی مجاہدین میں تقسیم کی جائے گی۔ زمینوں کا معاملہ اموال ''فے'' کا ہوگا۔ ایسی ساری زمینیں بیت المال کی ملکیت ہوں گی۔ یہ تھا حضرت عمرؓ کا اجتہاد یا فیصلہ' لیکن بہت سے صحابہؓ نے کہا کہ اس کی کوئی نظیر حضور ﷺ کے زمانے میں تو موجود نہیں ہے' لہٰذا آپؓ کی رائے سے ہمیں اختلاف ہے۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے دس صحابہ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں سارے کے سارے انصاری صحابی لئے گئے جو زراعت اور زمینوں کے امور سے واقف تھے۔ ان کے سامنے حضرت عمرؓ نے بھی اپنا موقف رکھا اور جو اختلاف کر رہے تھے' انہوں نے بھی اپنا موقف بیان کیا۔ اس کمیٹی نے حضرت عمرؓ کی رائے کو صائب قرار دیا اور اس کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔ چنانچہ یہ اصول ہمیں وہاں سے مل جاتا ہے کہ خلیفۂ وقت سے بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔

آج کی دنیا میں اس قسم کے اختلافات کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ آپ کو معلوم ہے کہ آج جدید ریاست کے تین بڑے بڑے ستون یہ ہیں: ۱۔ انتظامیہ' ۲۔ مقننہ' ۳۔ عدلیہ۔ آج کے دور میں یہ فیصلہ عدلیہ کرے گی کہ کون سا قانون قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ پارلیمنٹ جو قانون پاس کر دے اسے حرف آخر سمجھا جائے بلکہ اسے چیلنج کرنے کا اختیار ہر شہری کو حاصل ہوگا کہ وہ عدالت میں جائے اور اس کے خلاف اپیل کرے کہ مقننہ نے کتاب و سنت کے منافی فیصلہ کیا ہے۔ اب عدالت ہر دو فریقوں کے دلائل سننے کے بعد جو فیصلہ کرے گی' وہ قانون بن جائے گا۔

حالات حاضرہ

فلسطین کی تازہ صورتحال یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ اسرائیل نے ٹینکوں' ہیلی کاپٹروں اور ایف ۱۶ طیاروں کی مدد سے فلسطینیوں کی قوت کچلنے کے لئے مسلسل ایک ماہ سے زائد عرصہ بدترین دہشت گردی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن اسے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ حالیہ خودکش حملوں نے تو اسرائیل کی تمام امیدوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیرون نے اب فلسطینیوں کے خلاف مزید سخت اور فیصلہ کن اقدام کرنے کا اعلان کیا ہے۔ دراصل یہودی چاہتے ہیں کہ فلسطینیوں کو نسل کشی کے ذریعے ختم کر دیا جائے اور بچے کھچے لوگوں کو اردن میں دھکیل دیا جائے تاکہ اسرائیلی ریاست کی حدود مغربی کنارے تک قائم ہو جائیں۔ تاہم اگر یہود نے فلسطینیوں کے خلاف ایسا کوئی سخت قدم اٹھایا تو ردعمل کے طور پر عرب ممالک اسرائیل کے خلاف کارروائی پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس کہ اسرائیل کا مقابلہ کرنے کی سکت کسی عرب ملک میں موجود نہیں ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اسرائیل چند دنوں میں ان کا بھرکس نکال کر رکھ دے گا۔ صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں پر یہ تباہی اللہ کی طرف سے سزا کی ایک شکل ہوگی جو دراصل انہیں نوآبادیاتی نظام سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اللہ کے دین سے بے وفائی کی پاداش میں مل کر رہے گی۔

پاکستان کا حال یہ ہے کہ غیر ملکی افواج ہمارے ملک میں دندناتی پھر رہی ہیں' حتیٰ کہ ہم اپنے مجرموں کی تحقیقات بھی اب خود نہیں کر سکتے۔ امریکی و برطانوی ایجنسیاں قبائلی علاقوں میں کھلم کھلا کارروائی کر رہی ہیں اور اب تو وہ کوئی ایکشن کرنے کے لئے حکومت سے اجازت لینا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ صورت حال ملک کی آزادی اور خودمختاری کو گروی رکھ دینے کے مترادف ہے۔ کراچی میں حالیہ خودکش بم دھماکہ اگرچہ عام دہشت گردی کا واقعہ بھی ہو سکتا ہے' تاہم اگر یہ کسی ناراض جہادی گروپ یا القاعدہ کے بچے کھچے ارکان کی طرف سے ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق کوئی کارروائی ہے تو یہ پاکستان کے لئے ایک نہایت خطرناک دور کے نقطۂ آغاز کی حیثیت رکھتا ہے۔

امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ ریفرنڈم سے پہلے خادم قرآن عطاء الرحمٰن ثاقب کا قتل ہی ملک و ملت کے لئے کیا کم نقصان تھا کہ ریفرنڈم کے فوراً بعد ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ جیسے مبلغِ قرآن بھی دہشت گردوں کا نشانہ بن گئے۔ یہ دونوں اشخاص ہمیشہ سیاسی اور فرقہ وارانہ وابستگیوں سے بالاتر رہے۔ لہٰذا ان حضرات کا قتل قدرت کی طرف سے حالات کی سنگینی کا ایک سگنل ہے جو ہمیں ملک و ملت کے حقیقی مسئلہ یعنی نفاذ اسلام سے گریز کے رویے پر نظر ثانی کا اشارہ دے رہا ہے۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

عمرہ ویزہ بمعہ رعایتی ہوائی ٹکٹ

کم خرچ عمرہ پیکیجز

PERIOD	CHARGES
7 days	Rs:32,400/-
14 days	RS:34,600/-
21 days	Rs:36,500/-

سعادت عمرہ حاصل کیجئے

☆ دفتری کارروائی نہ ہونے کے برابر

اضافی سہولیات کے ساتھ ☆ بڑے گروپس کے لیے خاص رعایت

زائرین کی سہولت کے لیے خصوصی انتظامات ☆ بمعہ ویزہ فیس' ٹرانسپورٹ' رہائش اور ہوائی ٹکٹ

فوری رابطہ کیجئے

حسن ٹریولز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

19 سنٹرل کمرشل مارکیٹ' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 6364728' 6832905

پاکستان کی سلامتی اور خطہ میں امریکی مفادات

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

گزشتہ ہفتہ کے دوران رونما ہونے والے واقعات کا سرسری جائزہ بھی لیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کسی دانشوری کی ضرورت نہیں کہ پاکستان کے خلاف سازشوں کا جال بچھایا جا رہا ہے۔ انتہائی منظم انداز میں اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ پاکستان کے خلاف گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ بھارت' اسرائیل اور امریکہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے پاکستان کی طرف قدم بہ قدم بڑھ رہے ہیں۔ یہ تینوں ممالک پاکستان کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کرنا چاہتے ہیں' فرق صرف اتنا ہے کہ بھارت اور اسرائیل جلدی اور فوری کارروائی کرنا چاہتے ہیں جبکہ امریکہ پہلے افغانستان میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ آیئے پہلے گزشتہ ہفتہ میں رونما ہونے والے واقعات کا جائزہ لیں!

ان میں اہم ترین اور انتہائی ہولناک واقعہ کراچی کا وہ خودکش حملہ ہے جس میں گیارہ فرانسیسی ماہرین سمیت ۱۶ افراد ہلاک ہوئے اور متعدد لوگ زخمی ہو گئے۔ یہ فرانسیسی ماہرین آبدوزیں تیار کرنے میں پاکستان نیوی کی مدد کر رہے تھے۔ دوسرا اہم واقعہ قبائلی علاقوں میں امریکی اور پاکستانی فوجیوں کا مشترکہ آپریشن ہے جس میں بعض علماء کو گرفتار کیا گیا اور دینی مدارس میں داخل ہو کر ان کی تلاشیاں لی گئیں جس سے مقامی لوگ مشتعل ہو گئے اور وہاں حکومت کے خلاف اسلحہ اٹھانے کی خبریں آنے لگیں۔

تیسرا اہم واقعہ یہ ہے کہ بھارت نے امریکہ اور اہم یورپی ممالک کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ کسی وقت بھی آزاد کشمیر پر حملہ کر سکتا ہے' کیونکہ در انداز جہاد کے نام پر بھارت میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ڈیفنس اینڈ ریسرچ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن کے زیر اہتمام ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے واجپائی کا یہ بیان کہ برف پگھلتے ہی طالبان اور القاعدہ کے ارکان نے کشمیر کا رخ کر لیا ہے' ان کے خطرناک عزائم کی ترجمانی کر رہا ہے۔ آخری بات جو کسی طرح بھی کم اہم نہیں ہے' مغربی میڈیا کی یہ آہ و بکا ہے کہ اگرچہ صدر مشرف دہشت گردی کے خلاف مغربی اتحاد سے تعاون کر رہے ہیں لیکن اپنے ملک کی ایجنسیوں پر ان کا مکمل کنٹرول نہیں ہے جس کے نتیجے میں مذہبی شدت پسند ایک بڑی قوت بن چکے ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ کی حالیہ اشاعت کے مطابق پاکستان کی حکومت نے امریکہ سے صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ جب تک پاک بھارت سرحد پر کشیدگی ختم نہیں ہوتی' پاک فوج افغان سرحد پر اور قبائلی علاقوں میں امریکہ کے ساتھ مل کر کوئی مشترکہ آپریشن نہیں کر سکتی۔ اگرچہ یہ خبر درست بھی ہو سکتی ہے تاہم زیادہ امکان یہی ہے کہ پاکستان کو دہشت گردوں کی صف میں لانے کے لئے مغربی میڈیا جھوٹی خبریں پھیلا رہا ہے۔

کسی بھی واردات کے ملزموں تک پہنچنے کے لئے دو نکات اہم ہوتے ہیں اور انہی پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے:

۱) اس واردات سے کن لوگوں کو فائدہ پہنچے گا؟

۲) اس واردات سے نقصان اٹھانے والے فریق کا بدترین دشمن کون ہے؟

پہلے سوال کا سیدھا سا جواب ہے کہ کراچی کے واقعہ کا فائدہ بھارت کو پہنچے گا۔ بھارت ایک عرصہ سے کراچی کی ناکہ بندی کرنے کی باتیں کر رہا ہے۔ فرانس کی مدد سے تیار ہونے والی ان جدید ترین آبدوزوں نے پاکستان کی دفاعی صلاحیت میں اضافہ کرنا تھا۔ آئندہ پاکستان کی دفاعی قوت میں اضافہ کے لئے غیر ملکی ماہرین کی آمد کے امکانات اب تقریباً معدوم ہو گئے ہیں۔ یوں بیرونی سرمایہ کاری کو زبردست دھچکا لگا ہے۔ پاکستان جو اسلحہ برآمد کرنے کی مارکیٹ میں نیا نیا داخل ہوا تھا' دوسرے ممالک اس سے سودا کرنے میں اب گریز کریں گے۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنا بے محل نہ ہو گا کہ ایران نے پاکستان سے مشاق طیارے خریدے تھے اور ایران کے جو کیڈٹس یہاں تربیت حاصل کرنے آئے تھے ان کی گاڑی پر بھی حملہ ہوا تھا' جس کے نتیجے میں کئی ایرانی کیڈٹس مارے گئے تھے۔ اس وقت سمجھا گیا تھا کہ یہ کارروائی فرقہ وارانہ بنیاد پر کی گئی ہے اور سپاہ صحابہ سے وابستہ بہت سے لوگ گرفتار کر لئے گئے تھے لیکن راقم کی رائے میں درحقیقت وہ واردات بھی اس عالمی سازش کا حصہ تھی کہ پاکستان اسلحہ کی مارکیٹ میں داخل نہ ہونے پائے۔ جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ نقصان پہنچنے والوں کے بدترین دشمن کون ہیں' تو اس ضمن میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ دونوں ممالک کو نقصان پہنچا۔ فرانس کے شہری مارے گئے جبکہ پاکستان کا امیج مزید خراب ہوا۔ یہود و ہنود پاکستان کے بدترین دشمن ہیں لیکن ان کی ناراضگی فرانس سے بھی ہے۔ اگرچہ فرانس دہشت گردی کے خلاف بننے والے اتحاد میں شامل ہے لیکن اس کی شمولیت کا فیصلہ نیم دلانہ تھا اور اب تک وہ اس اتحاد میں غیر فعال رہا ہے۔ پھر یہ کہ وہ کتاب بھی فرانس میں شائع ہوئی اور دنیا بھر میں فروخت ہوئی جس نے ۱۱ ستمبر کے اصل حقائق کو بے نقاب کیا۔ فرانس میں سیاسی اور دانشورانہ سطح پر ۱۱ ستمبر کے حوالہ سے امریکہ کے طرز عمل پر شدید تنقید ہو رہی ہے۔ فرانس میں جو شخص صدارتی انتخابات میں موجودہ صدر شیراک کا مقابلہ کرتے ہوئے دوسرے نمبر پر رہا' وہ یہودیوں کو کھلم کھلا اور علی الاعلان برا بھلا کہتا ہے اور ان کا دشمن ہے۔ آخری بات یہ کہ فرانس اس پاکستان کے ساتھ عسکری تعاون کر رہا تھا جس کے گرد بھارت' اسرائیل اور امریکہ گھیرا تنگ کر رہے تھے اور جسے ۱۱ ستمبر کے واقعہ کے حوالہ سے افغانستان کے ساتھ ہی نیست و نابود کر دینے کا پروگرام تھا جس پر بعض وجوہات کی بنا پر عمل نہ ہو سکا۔ لہٰذا قوی امکان یہی ہے کہ ۸ مئی کو کراچی میں بم دھماکہ ان تینوں ممالک کی کارستانی ہے۔

اب آیئے اس طرف کہ آیا پاکستان کا کوئی جہادی گروپ اس میں ملوث ہے یا پھر طالبان والقاعدہ میں سے کسی تنظیم نے یہ واردات کی ہے۔ اس شک کا اظہار اس بنا پر کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کی فوجی حکومت نے امریکہ کے ساتھ تعاون کر کے طالبان اور القاعدہ والوں پر جو ظلم و تشدد کیا ہے' یہ حادثہ اس کا ردعمل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ تحقیقات میں کسی امکان کو بھی کلیتاً رد نہیں کیا جا سکتا لیکن راقم کی رائے میں اس مفروضے کی بنیاد ہی غلط ہے۔ کسی پاکستانی جہادی گروپ کو خودکش حملہ کی تربیت حاصل نہیں ہے جبکہ یہ کسی انتہائی تربیت یافتہ گروپ کی کارروائی تھی۔ جہاں تک طالبان اور القاعدہ کا تعلق ہے' ان کے ساتھ جو کچھ پاکستان کی فوجی حکومت نے کیا ہے اس کے باوجود وہ پاکستان دشمنی میں اس حد تک نہیں جائیں گے۔ پھر یہ کہ طالبان یا القاعدہ والوں کو پاکستان کے بعض حصوں میں پناہ مل جانا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن کراچی جیسے شہر میں ایسی منظم واردات کے لئے ایک نیٹ ورک قائم کر لینا مشکل ہی نہیں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ یہ کام مقامی لوگوں کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا تھا اور یہ ناقابل تصور ہے کہ کوئی پاکستانی ایسی کارروائی میں کسی کا ساتھ دے سکتا ہے۔ یہ واردات اس عالمی سازش کا حصہ ہے جو پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کر کے اسے ایک

مفلوج اور معذور ملک بنانے کے لئے کی جا رہی ہے۔

بھارتی افواج کئی ماہ سے پاکستانی سرحدوں پر کھڑی ہیں۔ شدید گرم موسم میں بے پناہ اخراجات صرف کر کے اپنی فوج سرحد پر رکھنے کا بھارتی فیصلہ بلاوجہ نہیں ہے۔ درحقیقت امریکہ پاکستان کو بھارتی افواج کا ہوا دکھا کر اس کی شمالی سرحدوں پر تعاون حاصل کر رہا ہے۔ اس تعاون سے قبائلیوں میں پاک فوج کے خلاف شدید نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ یہ سب کارروائیاں اس لئے کی جا رہی ہیں کہ پاک فوج کو مختلف محاذوں پر پھنسا دیا جائے۔ امریکہ اس معاملہ میں مزید آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ وہ پاکستان کے خلاف کسی فیصلہ کن کارروائی سے پہلے اپنے مفادات کا مکمل تحفظ چاہتا ہے۔ دوسری طرف بھارت اور اسرائیل جلدی میں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ معاملات اگر ٹھنڈا پڑنا شروع ہو گئے تو کوئی بڑی اور فیصلہ کن کارروائی کرنا مشکل ہو جائے گا' خاص طور پر اسرائیل کے لئے پاکستان بالکل ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔ وہ بھارت کو بار بار جنگ کی طرف دھکیل رہا ہے اور اس کے لئے اپنی طرف سے ہر قسم کا تعاون پیش کر رہا ہے۔ ایک خبر کے مطابق اسرائیل کی طرف سے جنگ کے اخراجات برداشت کرنے کی آفر بھی شامل ہے لیکن بھارت کوئی کارروائی کرنے سے پہلے امریکہ کی مکمل آشیرباد حاصل کرنا چاہتا ہے' جو بوجوہ ابھی تک اسے نہیں مل سکی ہے۔ اسرائیل کا اصرار ہے کہ اگر بھارت پاکستان پر حملہ کر دے تو امریکہ کے موجودہ حالات کے تناظر میں اس کے لئے بھارت کا ساتھ دینا ہی ناگزیر ہو گا۔ امریکہ بھارت کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گا اس لئے اس سے قبل از وقت گارنٹی حاصل کرنا غیر ضروری ہے۔ پھر یہ کہ امریکی انتظامیہ اور پینٹاگان میں یہودیوں کو جو اثر و رسوخ حاصل ہے' اس کے تحت بھی امریکہ بھارت ہی کی حمایت کرے گا۔ بھارت کو اصل خطرہ صرف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی کارروائی سے پہلے امریکہ اسے یہ گارنٹی دے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے وہ خود نمٹ لے گا۔ راقم کی رائے میں امریکی عزائم پاکستان کے لئے زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ پاکستان کو ایسا بے دست و پا' لاچار اور معذور کر دینا چاہتا ہے کہ کسی جنگ کی نوبت ہی نہ آئے اور پاکستان کا ایٹمی ڈنگ بھی نکل جائے۔ وہ افغانستان کے بہانے پاکستان میں ایسی کارروائیاں کر رہا ہے جس سے یہاں کے عوام اپنی فوج کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔ پاکستانی فوج کو اپنے ملک کی سیاسی اور مذہبی قوتوں کے بالمقابل لا کر اس کی جنگی صلاحیتوں کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ اکتوبر کے انتخابات میں وہ بے نظیر کی پشت پر بھی ہے اور صدر مشرف کو تھپکی بھی دے رہا ہے۔ وہ پاکستان میں ایسا انتشار اور باہمی تصادم کروانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جس سے ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے اور نتیجتاً وہ اس خطہ میں من مانی کرنے میں بالکل آزاد ہو جائے۔ اس کی خواہش ہے کہ افغانستان میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے لئے پاکستان کو استعمال کیا جائے اور بعد ازاں اسے بے یار و مددگار چھوڑ کر افغانستان اور وسط ایشیائی ریاستوں میں قدرتی وسائل کی لوٹ مار کی جائے۔ راقم کی رائے میں خطہ کی دوسری قوتیں امریکہ کو اس معاملہ میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔ چین اور روس امریکیوں کی حرکتوں کا فی الحال خاموشی سے جائزہ لے رہے ہیں اور بھارت امریکہ سے صرف پاکستان کی تباہی و بربادی کے لئے دوستی کا ڈرامہ رچا رہا ہے۔ اگر پاکستان کی سلامتی کو خدانخواستہ کچھ ہو جاتا ہے تو بھارت اسی دن امریکہ سے آنکھیں پھیر لے گا اور چین اور روس کے ساتھ مل کر امریکہ کو اس خطہ سے نکالنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گا۔ اس وقت امریکہ مسلم دشمنی میں اندھا ہو چکا ہے۔ اس کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھا کر بھارت اور اسرائیل اسے پاکستان کے مکمل خاتمے پر اکسا رہے ہیں۔ راقم دلائل کی بنیاد پر پُرزور رائے رکھتا ہے کہ پاکستان کا خاتمہ (خاکم بدہن) اس خطے سے امریکی مفادات کا بھی خاتمہ کر دے گا اور فوری طور پر بھارت چین روس اتحاد قائم ہو جائے گا۔ اس خطہ میں دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی بستی ہے۔ یہ علاقہ جس میں افغانستان اور وسطی ایشیائی مسلم ریاستیں شامل ہیں' قدرتی دولت سے مالا مال ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ یہاں کی علاقائی قوتیں جب امریکہ کے خلاف اتحاد قائم کر لیں گی تو اس کا یہاں ٹھہرنا ایک پل بھی ممکن نہیں رہے گا۔ آج امریکہ علاقائی قوتوں کے اختلاف کی وجہ سے یہاں موجود ہے۔ پاک بھارت کشیدگی اور بھارت کا امریکی سرپرستی کے لئے چین سے دشمنی کا مظاہرہ بالکل مصنوعی ہے۔ آج بھارت چین کا ہوا دکھا کر امریکہ کا سرمایہ اور اسلحہ بٹور رہا ہے' پاکستان کی عدم موجودگی میں وہ چین کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہو گا تاکہ خطے کی دولت اور وسائل لوٹنے میں کوئی سات سمندر پار سے حصہ دار نہ بنے۔ امریکہ مسلم دنیا کی دشمنی میں اگر پاکستان کو گزند پہنچاتا ہے تو گویا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے۔

راقم صدر مشرف کی خدمت میں پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ دشمنوں کے برے عزائم کا مقابلہ قوم کو تقسیم کر کے نہیں بلکہ اسے متحد کر کے ہی کیا جا سکتا ہے۔ بے نظیر' نواز شریف' نوابزادہ نصر اللہ خان اور پاکستان کی مذہبی و جہادی جماعتیں سب مسلمان ہیں اور اپنے طور پر کسی نہ کسی انداز میں پاکستان کی ہمدرد بھی ہیں۔ سیاسی اختلافات ایک حقیقت ہیں اور وہ دنیا میں ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ان اختلافات کو دائمی یا ذاتی دشمنی میں تبدیل کر لینا دانش مندی نہیں۔ آپ بھارت کو بار بار مذاکرات کی دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ پاکستان کا ازلی دشمن ہے اور اس نے پاکستان کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا' لیکن آپ اپنے ملک کے سیاست دانوں' علماء کرام اور جہادی قوتوں سے مذاکرات کیوں نہیں کرتے۔ راقم کی رائے میں یہ سب لوگ آپ کی صدارت کو ایک حقیقت سمجھ کر قبول کر لیں گے' آپ بھی انہیں گلے لگائیں اور اختلافات کو میز کے گرد بیٹھ کر حل کریں۔ اپنی حکومت اور فوج کو امریکی قوت سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی قوت سے مضبوط کریں۔ امریکہ اگر کل نواز شریف اور بے نظیر کا نہیں بنا تو آنے والے وقت میں مشرف کا بھی نہیں بنے گا۔ یہ اس کی ریت ہے کہ کسی شخص سے اپنا مفاد حاصل کرنے کے بعد اسے ایسے نکال پھینکتا ہے جیسے دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ امریکی مفادات کا تحفظ آپ کی صدارت پکی کر دے گا' بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ تاریخ پر نگاہ ڈالیں! امریکی آقاؤں کی غلامی جنرل ضیاء الحق سے زیادہ کس نے کی؟ انہوں نے امریکہ کو دنیا کی سپریم پاور بنانے میں اہم کردار ادا کیا' لیکن کسے نہیں معلوم کہ جنرل ضیاء الحق کا قاتل کون ہے۔ صدر صاحب! ابھی وقت ہے۔ پانی سر سے گزرا نہیں ہے۔ اب بھی ڈٹ کر امریکہ سے کہہ دیں کہ بس' آپ سے جتنا تعاون ممکن تھا کر دیا۔ اب ہمارے ملک سے نکل جاؤ' ہم اپنی حفاظت خود کر لیں گے اور اگر ہم اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتے تو ہمیں دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر آپ نے ایسا کر دکھایا تو وہ عوام جو آج سارا دن ایک دوسرے کو ریفرنڈم کے لطیفے سناتے رہتے ہیں' ایک مرتبہ پھر آپ کے ساتھ اسی طرح کھڑے ہوں گے جس طرح آگرہ سے آپ کی واپسی پر کھڑے تھے۔ صدر صاحب! اگر شکست یا موت ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے تو بہتر یہی ہے کہ وہ دلیری اور بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے آئے!

صدر محترم! نوابزادہ نصر اللہ روز روز اے پی سی بلاتے رہتے ہیں' ایک اے پی سی آپ بھی منعقد کریں۔ اس میں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو دعوت دیں اور انہیں اعتماد میں لیں۔ وہ یقیناً آپ پر اعتماد کا اظہار کریں گے۔ قوت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے' جھوٹا اور جعلی ریفرنڈم نہیں جو پہلے ہی آپ کی شخصیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا چکا ہے۔ راقم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم دکھائے اور اس پر استقامت سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انتقال پُر ملال

اسرہ نوشہرہ کینٹ تنظیم اسلامی حلقہ سرحد (شمالی) کے مبتدی رفیق جناب مسرت شاہ کے والد محترم ۴ مئی کو انتقال کر گئے۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید دوں گا"

میں ابھی وضو ہی میں مصروف تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور بیٹھتے ہی خاصی بلند آواز میں کہا کہ اللہ تیرا شکر ہے۔ ان کی بلند آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا اور میں پوچھ بیٹھا۔ خیر تو ہے بھائی! کہنے لگے کوئی خاص بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ بندہ اس کی نعمتوں کا ہر لمحہ شکر ادا کرتا رہے۔ یہ کیا کم ہے کہ ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں مہلت عمل سے نواز رہا ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ ان کی بات صد فی صد درست تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان میں شکر کا جذبہ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب اس پر کئے جانے والے احسانات کی قدر و قیمت کا اسے اندازہ ہو' ورنہ تو ایک معمولی پتھر اور ہیرے میں کوئی کیسے تمیز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں اہلِ ایمان کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ کسی کو صدقہ دینے کے بعد اس پر احسان جتا کر اپنے اس نیک عمل کو باطل نہ کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کا حق ہے کہ وہ اپنے بندوں پر اپنے احسانات کو جتلائے تاکہ بندہ اس کے ہر احسان پر اس کا شکر ادا کرے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان جتاتے ہوئے فرمایا:

"یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا فرما دی اور تمہیں اپنے کرم سے آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔"

اپنے اس احسان کی قدر و منزلت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں فرمایا:

"وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے مومنوں کے ذریعے تمہاری تائید فرمائی اور مومنوں کے دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے۔ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے۔ مگر وہ اللہ ہے جس نے ان کے لوگوں کے دل جوڑے۔ یقیناً وہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔"

شیطان ہمیشہ انسان کی گھات میں لگا رہتا ہے کہ کب موقع ملے اور وہ اس کو دبوچے۔ وہ اچھے خاصے دوستوں کو معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کا دشمن یہاں تک کہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیتا ہے۔ یہ تو اس دور میں بھی ہوا جب مربی و مزکی اعظم ﷺ بنفس نفیس مسلمانوں کے درمیان موجود تھے۔ ہم میں سے اکثر لوگوں کے علم میں وہ واقعہ ہے کہ جب ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں پانی بھرنے کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا اور مہاجر نے انصاری کو لات رسید کر دی تو فضا میں یا معشر المہاجر اور یا معشر الانصار کے نعرے لگنے لگے

محمد سمیع' کراچی

اور قریب تھا کہ عربوں کی پرانی عصبیت جاگ جاتی اور خوں ریزی کا آغاز ہو جاتا لیکن آنحضرت ﷺ کے حسنِ تدبر نے معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ تاہم آپؐ نے بعد ازاں اس بات پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا؟ اسی موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے یہ کہہ کر فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی تھی کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک کتا پالا ہو اور جب وہ کتا کھا پی کر موٹا ہو جائے تو وہ تمہیں چیر پھاڑ کر کھانے پر آمادہ ہو جائے۔ حضرت عمرؓ کی جلالی فطرت اسے کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ انہوں نے سرکار رسالتمآب ﷺ سے اس کی گردن اڑا دینے کی اجازت طلب فرمائی لیکن رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا نہیں! اس سے دوسروں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ مسلمان اپنے ہی آدمی کو قتل کر رہے ہیں۔ لیکن چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ خود عبداللہ بن ابی کے صاحبزادے حضرت عبداللہ مدینہ میں داخلے کے وقت اپنے باپ کے سامنے تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے کہ تو نے کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ عزت تو اللہ کی' اس کے رسول کی اور مومنین کی ہے لہٰذا جب تک حضور اکرم ﷺ اجازت مرحمت نہیں فرماتے تو مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آج بھی خدانخواستہ کسی دینی تحریک کے دو ساتھی شیطان کے بہکاوے میں آ کر نہ صرف ایک دوسرے سے بات چیت کا سلسلہ بند کر دیں بلکہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہ رہیں تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہو گی۔ اللہ نہ کرے ایسی کوئی صورت پیدا ہو لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا ہو ہی جائے تو انہیں سوچنا چاہئے کہ ان کے لئے تو اسوہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام میں ہے۔ وہ تو محض اس بناء پر اس حدیث مبارک کے مصداق بن گئے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ پر ان کی محبت واجب ہو گئی جو صرف میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' صرف میری خاطر ایک دوسرے کی ہم نشینی اختیار کرتے ہیں اور صرف میری خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم صرف اس لئے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے پرچم کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

بقیہ: مختصر تحریریں

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا. خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وہ فلاح پانے والے کامیاب لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

رحمٰن اور رحیم اپنے فرمانبردار اور غیور بندوں کو وہ جنت دے گا کہ جہاں سے نکلنے کو ایک پل بھی جی نہیں چاہے گا۔

تو یہ ہو گی وہ مکمل ترین آزادی کہ اس کے بعد کوئی اور خواہش نہ ہو گی۔ اللہ کے بندو اس عظیم ترین آزادی والی نعمت کے لئے ایک عظیم موت درکار ہے۔ آزادی حاصل کرنی ہے مرنا سیکھو۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

(تحریر: شاہد رضا' گوجرانوالہ)

قلم برداشتہ

بوڑھا پاکستان

[illegible]

آج کوئی اس کے بارے میں نہیں لکھتا۔ سب صدر پرویز مشرف اور اس کے ریفرنڈم کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ ٹی وی اور اخبار سب ریفرنڈم ریفرنڈم پکارتے نظر آتے ہیں۔ کوئی اس کے بارے میں نہیں لکھتا جس کی عمر تقریباً چون سال ہو گئی ہے۔ جس کی حالت اس کشتی کی طرح ہے جس کے سارے ملاح مر گئے ہوں اور وہ نہ معلوم منزل کی طرف جا رہی ہو۔

کوئی اس چون سالہ بوڑھے پاکستان کی خاطر نہیں لکھتا جس میں دن دہاڑے حوا کی بیٹیوں کی عزت محفوظ نہیں ہے' جہاں پاکستان کے رکھوالے سیاست کی آڑ میں اس کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ جہاں لوگ روٹی کی خاطر اپنے بچوں کو بیچ رہے ہیں۔ اس میں وہ سب کچھ ہو رہا ہے جس کا قائداعظم اور اقبال نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اس کے بارے میں مزید لکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ اللہ اس بوڑھے اور اس کے چودہ کروڑ بچوں کے حال پر رحم فرمائے۔ آمین!

مسلمانوں کی قوت کے ذرائع

قرآن حکیم کی روشنی میں

موجودہ حالات میں جبکہ معرکہ حق و باطل اپنے آخری اور فیصلہ کن راؤنڈ میں داخل ہونے کو ہے' پوری انسانیت چار گروہوں میں تقسیم نظر آتی ہے:

۱) طاغوت اور ان کے اطاعت گزاروں کا گروہ جو پوری دنیا پر بلاشرکت غیرا اپنی حکمرانی اور دنیا کے تمام وسائل پر مکمل اجارہ کا دعوی دار ہے۔

۲) طاغوت کا کفر کرنے والے اہل ایمان جنہیں دہشت گرد' بنیاد پرست اور رجعت پسند جیسی اصطلاحات سے معروف کر دیا گیا ہے۔

۳) حب عاجلہ میں گرفتار مسلم اہل نفاق جو طاغوت کے کفر و ظلم سے آگاہ ہونے اور مسلمانوں کو مظلوم ماننے کے باوجود باطل کا ساتھ دے رہے ہیں اور اہل ایمان کو معتوب کرتے ہیں۔

۴) مسلم و غیر مسلم عوام جو فتنہ دجال کی اصل حقیقت تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا ہیں۔

یہ چاروں گروہ دراصل حزب اللہ اور حزب الشیطان کا حصہ ہیں۔ انسانی تاریخ کے اس شدید ترین ٹکراؤ میں ہمیں محکم یقین کے ساتھ ایک بڑا جہاد کرنے کے لئے کمربستہ ہونا ہے۔ ایک نظریاتی جماعت سے وابستہ ہونے کے ناطے اس فرض کی ادائیگی کا بوجھ بھی سب سے زیادہ ہم ہی پر عائد ہوتا ہے۔ اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل دونوں متحارب گروپوں کے مقاصد کا ذکر ضروری ہے۔

حزب الشیطان کا نصب العین

''وہ بولا' میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین میں ان کے لئے دلفریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا' سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو''

(الحجر: ۳۹)

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا''

(التوبہ: ۳۲)

''جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے' ان کے لئے دنیا کی زندگی محبوب اور دل پسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے.....'' (البقرہ: ۲۱۲)

حزب اللہ کا نصب العین

''اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ غیر اللہ کو شریک بناتے ہیں اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں' لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ ہی کے سب سے زیادہ دوست ہیں۔'' (البقرہ: ۱۶۵)

''جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے' انہیں خوشخبری دے دو۔'' (البقرہ: ۱۵۶)

دونوں گروہوں میں تصادم

''جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے' وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے' وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے

طارق محمود

ساتھیوں سے لڑو یقین جانو کہ شیطان کی چالیں نہایت کمزور ہیں۔'' (النساء: ۷۶)

''ان سے کہو تم ہمارے معاملہ میں جس چیز کے منتظر ہو وہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی اور ہم تمہارے معاملے میں جس چیز کے منتظر ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ خود تم کو سزا دیتا ہے یا ہمارے ہاتھوں دلواتا ہے۔'' (التوبہ: ۵۲)

قانون ابتلا و آزمائش

''پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا جو تم سے پہلے ایمان والوں پر گزر چکا ہے۔ ان پر سختیاں گزریں' مصیبتیں آئیں' ہلا مارے گئے حتی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔'' (البقرہ: ۲۱۴)

''دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانے کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں میں گردش دیتے رہتے ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتے ہیں جو واقعی گواہ ہوں۔'' (آل عمران: ۱۳۹'۱۴۰)

دو قطبی تقسیم یعنی پولرائزیشن

''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا''

(آل عمران: ۱۷۹)

''جو نقصان لڑائی کے دن تمہیں پہنچا' وہ اللہ کے اذن سے تھا اور اس لئے تھا کہ اللہ دیکھ لے تم میں مومن کون ہیں اور منافق کون۔'' (آل عمران: ۱۶۶)

''اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا خیال سچ کر دکھایا کہ مومنوں کی ایک جماعت کے سوا وہ اس کے پیچھے چل پڑے اور اس کا ان پر کچھ زور نہ تھا مگر مقصود یہ تھا کہ جو لوگ آخرت میں شک رکھتے ہیں ان سے ان لوگوں کو جو اس پر ایمان رکھتے ہیں متمیز کر دیں۔ اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔'' (سبا: ۲۰'۲۱)

اب ہم اصل موضوع یعنی مسلمانوں کی قوت کے ذرائع کی طرف آتے ہیں۔

فرائض دینی کی ادائیگی

''اور جو اللہ کی مدد کرتا ہے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرتا ہے' بے شک اللہ توانا' غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں' اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔'' (الحج: ۴۰'۴۱)

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران: ۱۱۰)

''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پاکر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اللہ ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔'' (النساء: ۷۵)

''ہم نے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور لوہا پیدا کیا' اس میں خطرہ بھی شدید ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے اللہ اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں اللہ ان کو معلوم کرے۔'' (الحدید: ۲۵)

ان فرائض دینی کا دائرہ اپنی ذات سے شروع ہو کر پورے نظام زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

ایمانیات ثلاثہ

''دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین و آسمان جیسی ہے' جو متقین کے لئے مہیا کی گئی ہے۔''

(آل عمران: ۱۳۳)

''اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری

پیروی کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔" (آل عمران: ۳۳)

طاغوت سے بغاوت

"اب جو کوئی طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔" (البقرہ: ۲۵۶)

"اے نبیؐ تم نے دیکھا نہیں جو دعویٰ ایمان لانے کا کرتے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت کے کفر کا حکم دیا گیا تھا۔" (النساء: ٦٠)

اللہ کی مدد پر بھروسہ اور توکل

"اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (الانعام: ۱۷)

"لیکن جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں ایک دن اللہ سے ملنا ہے انہوں نے کہا' بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔"
(البقرہ: ۲۴۹)

"دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ' مومن گروہ سے دوچند ہے مگر اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ دیدہ بینا رکھنے والوں کے لئے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔" (آل عمران: ۱۳)

نماز اور صبر

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر سے کام لو' باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ' حق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے فلاح پاؤ گے۔" (آل عمران: ۲۰۰)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (البقرہ: ۱۵۳)

دعا' فریاد اور ذکر

"اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔" (الانفال: ۴۵)

"تو انہوں نے دعا کی: اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر' ہمارے قدم جما دے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب فرما۔ آخر کار اللہ کے اذن سے انہوں نے کافروں کو مار بھگایا۔" (البقرہ: ۲۵۰)

انفاق مال

"جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں۔" (البقرہ: ۲۷۴)

"تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی وہ چیزیں خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔" (آل عمران: ۹۲)

موت کی آرزو

"تو کہہ' اے یہودیو! اگر تم کو دعویٰ ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو سب لوگوں کے سوا تو مرنے کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو۔" (الجمعہ: ٦)

"لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں' یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں سے واقف ہے۔" (البقرہ: ۹۵)

موت کفار کے لئے مادی فوائد کے خاتمے جبکہ مومن کی بہت بڑی کامیابی کا نام ہے۔

مادی اسباب

"اور تم لوگ جہاں تک ہو سکے' زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے مہیا رکھو' تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دشمنوں کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے۔" (الانفال: ٦٠)

☆ ☆ ☆ دعائے صحت ☆ ☆ ☆

تنظیم اسلامی نیویارک کے رفیق سید مشرف حسین کی والدہ ماجدہ کو فالج کا عارضہ ہو گیا ہے۔ قارئین سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی اپیل ہے۔

بقیہ: اداریہ

پٹنے میں مصروف ہے۔ ان تینوں سے کسی خیر کی توقع رکھنے والے کی کورچشمی اور کور باطنی کا ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔

اس پس منظر میں صدر پرویز مشرف کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ امریکی و بھارتی مطالبات کے سامنے مزید گھٹنے ٹیکنے اور پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کو داؤ پر لگانے کی بجائے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری کا راستہ اختیار کرتے ہوئے امریکی مطالبات اور بھارتی دباؤ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں۔ مسلمان کی ساری امیدیں اللہ سے وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ کائنات کی سب سے زیادہ بااختیار اور مقتدر ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ کی مدد اگر ہمارے شامل حال ہو جائے تو دنیا کی کوئی سپر پاور یا سپریم پاور ہم پر غالب نہیں آ سکتی —— یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ امریکہ سمیت تمام عالمی طاقتیں اسلام اور پاکستان کی دشمنی پر اتری ہوئی ہیں' امریکہ پر انحصار اور بھروسہ کرنا ہرگز شیوہ مسلمانی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال:

بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی — مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

ان اسلام دشمن عالمی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان سے قوی تر اور عظیم تر طاقت کی مدد درکار ہے — اگر مسلمانانِ پاکستان اب بھی خلوص و اخلاص کے ساتھ اللہ کی جناب میں رجوع کریں' اپنی سابقہ کوتاہیوں پر ندامت و پشیمانی کے جذبات کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے آئندہ کے لئے اصلاحِ عمل کا عزم کریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری کے اظہار کے طور پر پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام اور دین حق کے غلبے کے لئے اربابِ حکومت سمیت مسلمانوں کا ایک قابل ذکر حصہ سرگرم عمل ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ دشمن کے مقابلے کے لئے پوری قوم یک جان و متحد ہو جائے گی' تمام دینی طبقات اور عوام کی ایک عظیم اکثریت دشمن کی یلغار کے مقابلے میں افواج پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ صف آراء ہوگی بلکہ اللہ کی مدد اور نصرت بھی لازمی طور پر آئے گی اور وہ اپنی تائید غیبی سے دشمن کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دے گا —— اس راہ میں ناکامی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ع گر جیت گئے تو کیا کہنا' ہارے بھی تو بازی مات نہیں —— اس ایک راستے کے سوا ہر دوسرا راستہ عزت و آبرو سے محرومی اور ابدی خسارے کا راستہ ہے۔ بصورتِ دیگر امریکہ و بھارت کا تابع مہمل بن کر رہنا اور اپنی خودمختاری کے ساتھ ساتھ دین اسلام سے بھی دستبردار ہو کر اسلام کو محض ایک "مذہب" کے طور پر اختیار کرنا ہمارا مقدر بنے گا۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت — ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

اگر ہم نے موجودہ روش کو جاری رکھا تو کوئی بعید نہیں کہ معاملہ وہ ہو جائے کہ "دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں"۔ شدید اندیشہ یہ ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۸۵ کے مطابق دنیوی ذلت کے ساتھ ساتھ اخروی ناکامی بھی اسلامیان پاکستان کا مقدر بنے گی۔ اعاذنا اللّٰہ من ذلك

بدترین پیروی اپنی خواہش نفس کی پیروی ہے

اللہ کے دین کو قائم کرنے کا فرض انفرادی طور پر ادا نہیں کیا جا سکتا

اگر عورت کی تربیت دین کے مطابق ہو تو پورا خاندان صالح بن سکتا ہے

لاحاصل کاموں سے وقت نکال کر دعوت دین پر صرف کیا جائے

موجودہ دور میں شرعی پردہ ہی عورت کا اصل جہاد ہے

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی پروگرام میں رفیقات کا اظہارِ خیال

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام ۲۶ اپریل کو سہ پہر ساڑھے تین بجے رفیقات کے لئے سہ ماہی تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک کا شرف راحت صاحبہ نے حاصل کیا اور بہت خوش الحانی سے سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔ نظامت کے فرائض ناظمہ لاہور و ناظمہ تربیت امت المغنی صاحبہ نے انجام دیئے۔ آغاز میں انہوں نے حلقہٴ خواتین لاہور اور اس کی ذمہ داران کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ حلقہ کے تحت کل چھ ذیلی تنظیم شرقی' شمالی' جنوبی' وسطی' چھاؤنی اور فیروز والا قائم کی گئی ہیں۔ پروگرام کے ایجنڈے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ پروگرام میں تمام تنظیم کی ناظمات کی تقاریر ہوں گی اور اس کے علاوہ نئی رفیقات کا تعارف بھی ہوگا۔ وقت محدود ہونے کے باعث ہر ناظمہ کو پندرہ منٹ دیئے گئے۔ ناظمہٴ تربیت امت المغنی صاحبہ نے ناظمہ علیہ کے تھکا دینے والے معمولات پر روشنی ڈالی کہ وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود امیر محترم کی تیمارداری' ترجمہ کلاس اور درس و تدریس کے فرائض کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد' پوتوں' پوتیوں' نواسوں اور نواسیوں کی دینی تربیت کا اہتمام اور پورے خاندان کی خبرگیری کے امور بھی انجام دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں صحتِ کاملہ کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ (آمین)

لاہور وسطی کی ناظمہ صائمہ صاحبہ نے بیعت کے صحیح تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اللہ کے دین کو قائم کرنا فرضِ عین ہے اور یہ کام انفرادی طور پر نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لئے جماعتی زندگی ضروری ہے۔ جماعت کا قیام بیعت کی اساس پر ہونا چاہئے کیونکہ یہ جماعت سازی کا مسنون طریقہ ہے اور اس کی سند قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

فیروز والا کی ناظمہ ثریا بانو صاحبہ نے جو کہ وہاں کی واحد نقیبہ بھی ہیں' عورت کی تربیت پر زور دیا کہ اگر ایک عورت صالحہ ہوگی تو پورے خاندان کی تربیت صحیح طور پر ہوسکے گی۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک عظیم عورت ہی تھیں جنہوں نے امیر محترم کو جنم دیا اور ان کی بہترین تربیت کے نتیجہ میں امیر محترم نے اللہ کے دین کو پھیلانے میں اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔ اب بطور رفیقات ہمارا فرض ہے کہ ان کے مرتب کردہ لٹریچر کو پڑھیں اور سمجھیں تاکہ اس قرآنی دعوت کو آگے پھیلایا جاسکے۔ انہوں نے "تعارف تنظیم اسلامی" میں سے عقائد کے بارے میں جو کچھ پڑھا اور سمجھا تھا اس کو بہت ہی اچھے طریقے سے بیان کیا۔

جنوبی تنظیم کی ناظمہ امت المحصی صاحبہ نے ایک حدیث قدسی کو بہت خوبصورت انداز میں چھپوا کر تمام رفیقات میں تقسیم کیا اور نہایت پُر اثر' سادہ اور اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں اس حدیثِ مبارکہ میں "تفرغ" کا مفہوم واضح کرتے ہوئے بتایا کہ ہم کس طرح اپنا وقت لاحاصل کاموں میں ضائع کرتے ہیں اور پھر یہ شکایت رہتی ہے کہ اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ فرصت کے اوقات کو ہم خواتین بے جا شاپنگ' بے مقصد ٹی وی پروگرام دیکھنے' اخبار کے تفصیلی مطالعے' گھروں کی غیر ضروری صفائی و سجاوٹ' فون پر طویل گفتگو' انٹرنیٹ' غیر ضروری آرام وغیرہ میں لگا دیتے ہیں۔ اگر ہم اپنی ترجیحات کو بدل ڈالیں تو اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے وقت نکل سکتا ہے۔

شمالی تنظیم کی ناظمہ مومنہ خان نے اپنے منفرد انداز میں شرعی پردے کے بارے میں بتایا کہ رفیقات کو شرعی پردہ اختیار کرنے میں خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن جب وہ اس کو اختیار کر لیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ گھر کے باہر کا پردہ تو آسان ہے' اصل امتحان شرعی پردہ ہے اور یہی عورت کا اصل جہاد ہے۔

شرعی تنظیم کی ناظمہ امت الحی صاحبہ نے انقلابی جماعت کے کارکن کے اوصاف بیان کئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اسلامی انقلابی جماعت کے لئے قرآنی اصطلاح "بنیان مرصوص" یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی ہے اور اس کے کارکنوں کو آپس میں ﴿اشداء علی الکفار و رحماء بینھم﴾ کا مصداق ہونا چاہئے۔ بقول اقبال۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

انہوں نے کہا کہ انقلابی جماعت کی بنیاد سمع واطاعت کے اصول پر ہونی چاہئے کیونکہ تنظیمی اعتبار سے جب تک ایسی مضبوط ...ب کا عمل شروع نہیں ہوسکتا۔

...امت المعطی صاحبہ نے سورۃ ... ہوئے کہا کہ اس سورۃ کے ... بار بار پڑھ اور سن چکے ہیں حالانکہ ... ورۃ میں پورے قرآن کی تعلیمات ... بار بار پڑھتے اور سمجھتے رہنے کی اشد ضرورت ... "قرآن مجید کے حقوق" اور "راہ نجات" جیسی ... تنظیم کی دعوت کی اصل اساس ہیں۔

نائب ناظمہ لاہور تسنیم ... نے کلمہ طیبہ کے حوالہ سے بتایا کہ جب ہم لا الہ الا اللہ ... یا اللہ تعالیٰ کے سوا تمام معبودان باطل کی نفی کرتے ہیں ... صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملاً مطلوب ہے۔ پیروی اور اطا... اللہ کی ہونی چاہئے۔ بدترین پیروی خواہش نفس کی پیروی ... اگر ہماری عقل' فکر اور سوچ قرآن و سنت سے ٹکرائے تو ہمیں سمجھ جانا چاہئے کہ اپنے نفس کی پیروی ہو رہی ہے۔

ناظمات کی تقاریر کے دوران نئی رفیقات کا تعارف بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہا۔ ان سب کے تاثرات بہت ہی پُر اثر اور دلچسپ تھے' جن سے رفیقات کو آگے بڑھنے کا حوصلہ اور ہمت ملی۔ اجتماع کے دوران مختلف اوقات میں تین بچیوں نے اپنی پیاری اور دلنشین آواز میں نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کیں۔

نمازِ عصر کے بعد آخر میں ناظمہ علیہ محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار صاحبہ نے قرآن پاک کی چونکا دینے والی آیت ﴿اقترب للناس و ھم فی غفلة معرضون﴾ کے حوالے سے گفتگو کی۔ آخر میں ان ہی کی دعا کے ساتھ یہ تربیتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس سے پہلے لاہور کی رفیقات کا اجتماع قرآن اکیڈمی میں ہوتا تھا لیکن اس مرتبہ رفیقات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اس اجتماع کو قرآن آڈیٹوریم میں منعقد کیا گیا۔ رفیقات کی حاضری کا تناسب بہت اچھا رہا' انہوں نے دورانِ اجتماع بہت ہی نظم و ضبط اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

(مرتب کردہ شازیہ ہاشمی راشیہ عارف)

ضرورت آفس اسسٹنٹ

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کو ایک آفس اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔ تنظیم اسلامی کے نوجوان رفیق کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہش مند حضرات جلد از جلد رابطہ کریں۔ عمران چشتی' ناظم تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

0300-9487080,(o42)7237721-7353987

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے!

انوکھا انص[اف]

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی
گدھا اپنے انصاف پسند ہو ... ن
ناپائیداری موضوع گفتگو تھی بھ ... یوں
سنایا کہ ایک بکری بڑی ظالم تھ ... یادہ دودھ
پلانے کی خاطر جگہ جگہ پھر ... تھی تاکہ دودھ
زیادہ آئے اور اس کے ... ہا ہیں اُس کے پیچھے
بچے تنہائی میں پریشان ... مجھ سے بکری کا ظلم دیکھا
نہ گیا اور میں نے بکر ... کر کے کھالیا۔ ماں کے بغیر
بچے اور بھی اداس ... لے تو ان کی تنہائی دور کرنے کے
لئے میں نے ا ... ہلاک کر کے کھالیا۔ لومڑی بھیڑیے
کا انصاف پر ... ش عش کر اٹھی اور پھر اپنا قصہ بیان کیا کہ کسی

غریب آدمی نے اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے مرغیاں پال رکھی تھیں تاکہ ان کے انڈے بیچ کر گزر بسر کر سکے۔ مگر کم بخت جگہ جگہ بیٹ کر دیتی تھیں جس سے غلاظت پھیلتی تھی اور لوگ پریشان ہوتے تھے مرغا صبح صبح بانگیں دے کر محلے والوں کو جگا دیتا تھا۔ مجھ سے پریشانی اور ظلم دیکھا نہ گیا تو میں نے مرغیوں کو ہلاک کر کے کھالیا۔ بھیڑیا بھی لومڑی کے اس انصاف پر بہت خوش ہوا۔ اب باری گدھے کی آئی جس نے کہا کہ اس کا مالک بہت ظالم تھا اور ہر وقت کام کرواتا رہتا تھا کچھ کھانے کو بھی نہیں دیتا تھا۔ ایک دن مجھے بھوک نے بہت تنگ کیا تو میں نے قریب ہی رکھے گھاس کے گٹھے میں سے تھوڑی سی گھاس کھالی۔ اسی طرح ایک دن میں زیادہ سامان لادے دھوپ میں بندھا تھا کہ شرارتی بچے مجھے تنگ کرنے لگے۔ میں نے جان چھڑانے کے لئے ہوا میں دولتی جھاڑ دی جس سے بچے دور ہٹ گئے۔ بھیڑیے اور لومڑی نے جب یہ ماجرا سنا تو چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ تم نے تو انصاف نہیں بلکہ بہت بڑا ظلم کیا ہے پہلے تو چوری کی اور پھر بچوں میں دہشت پھیلائی اگر تمہاری لات کسی کے لگ جاتی تو اس کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا تمہیں تو اس کی سزا ملنی چاہئے یہ کہہ کر دونوں نے گدھے کی تکا بوٹی کر دی اور دوبارہ ایک دوسرے کی تعریف میں مشغول ہو گئے۔

کہنے کو تو یہ ایک قصہ ہے مگر در اصل یہ اس انصاف کے پیمانے کی عکاسی کرتا ہے جسے اسرائیل امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مسلمانوں کے لئے بنا رکھا ہے۔ یہودی جو پہلے ایک منظم سازش کے ذریعے ایک پُر امن ملک کی سرزمین پر قابض ہوئے جسے امریکہ کی بھرپور حمایت حاصل تھی اور اب بھی ہے۔ نہتے فلسطینیوں کے علاقوں پر قبضہ کرتا ہے اور پھر جب وہ احتجاج کرتے ہیں تو ان پر بارود برساتا ہے جس کی جھلک ہم خبروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ [کس] طرح ایک نوجوان ٹینک کے مقابلے میں پتھر لئے کھڑا [ہو]تا ہے کیا کہیں اور یہ موازنہ ملتا ہے؟ اور ساتھ ہی ساتھ اُس کا میڈیا انہیں دہشت گرد کی صدائیں لگا لگا کر دنیا کو دکھاتا ہے کہ یہ فلسطینی دہشت گرد ہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے انہیں تو دہشت زدہ کہا جانا چاہئے کہ رات دن خونی بھیڑیے ان کے سروں پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ یہودیوں کی دہشت گردی کی انتہا یہ ہے کہ ان کے صدر کے دفتر کے سامنے ٹینک لا کر کھڑے کر دیتے ہیں اور انہیں ان واقعات کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اوپر سے امریکی صدر نے یہ بیان دے کر انہیں کھلی چھٹی دے دی ہے کہ "یاسر عرفات اپنی حالت کے خود ذمہ دار ہیں" اس کا مطلب ہے اسرائیل جو مرضی چاہے کرے اب انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ فلسطینی مسلمان دنیا کے انوکھے دہشت گرد ہیں جو دہشت پھیلانے کی بجائے دہشت زدہ رہتے ہیں اور ان کے بچے ہر وقت موت کے خوف سے سہمے اور مرجھائے ہوئے رہتے ہیں۔ آئے دن نہتے فلسطینیوں پر ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے گولے برسائے جاتے ہیں۔ ۱۱ ستمبر کا واقعہ اپنی جگہ ایک المیہ ہے مگر اس کا انصاف جس طرح سے ہوا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اگر یہودیوں اور امریکیوں کا رویہ یہی رہا اور انہوں نے اسی ظلم و بربریت کا طریقہ جاری رکھا تو وہ دن دور نہیں جب عالم عرب میں ایک بڑی جنگ چھڑ جائے گی اور خونِ ناحق بہے گا۔

(تحریر: محمد ارشد، کراچی)

ایمان اور آزادی

انسان کے لئے یہ تمام ارضی اور سماوی کائنات اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے فراوانی کے ساتھ نوازا ہے۔ اسی لئے نعمتوں کا ذکر کر کے سورۃ الرحمٰن میں بار بار ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ تم میری کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

بے شمار نعمتوں میں ایمان اور آزادی کی نعمت بھی بہت بڑی اور اہم نعمت ہے۔ اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ باری تعالیٰ نے ہمیں ایمان جیسی نعمت اور دولت سے نوازا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور کرم ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمانوں میں پیدا کیا ہو سکتا ہے کہ کسی غیر مسلم کے ہاں پیدا ہوتے اور یوں ایمان کی نعمت سے محروم رہتے۔ مگر یہ آزادی کی نعمت سے کیا مراد ہے اور ایمان کے ساتھ آزادی۔ بات کچھ یوں ہے کہ پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک تاجر بسلسلہ کاروبار دوسرے ملک کا رخ کرتا ہے۔ جانے سے پہلے اپنے گھر والوں سے پوچھتا ہے کہ نئے ملک سے آپ لوگوں کے لئے کیا لاؤں؟ اہل خانہ نے اپنے مزاج کے لحاظ سے مختلف اشیاء کی فرمائش کی۔ تاجر نے ایک طوطا بھی پالا ہوا تھا جس سے وہ بڑا پیار کرتا تھا اور اکثر دونوں باتیں بھی کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس نے طوطے سے بھی فرمائش پوچھی۔ ہاں بھئی میاں مٹھو تمہارے لئے کیا لاؤں۔ طوطے نے کہا میرے آقا اس ملک کے طوطوں کو میرا اسلام عرض کریں اور کہیں کہ میرا پنجرہ سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ سفر کو روانہ ہوا۔

تاجر کاروبار اور احباب کے تحفے خریدنے کے بعد اس ملک کے ایک باغ میں گیا اور طوطوں کو مخاطب ہو کر اپنے طوطے کا سلام اور پیغام دیا۔ پیغام سننا تھا کہ ایک طوطا پھڑ پھڑایا اور دھڑام سے نیچے آ گرا۔ تاجر یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ وہ اس طوطے کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ مرا ہوا ہے۔ تاجر اپنے آپ کو کوستے ہوئے افسوس کرنے لگا۔

خیر واپسی ہوئی اور اہل خانہ کو تحائف دینے کے بعد طوطے میاں کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا کہ کس طرح طوطا درخت سے گرا اور مر گیا۔ تاجر کے طوطے نے جیسے ہی پوری بات سنی وہ پھڑ پھڑایا اور تڑپ تڑپ کر پنجرے میں جان دے دی۔ تاجر نے سارا ماجرا دیکھا اور افسوس کرنے لگا کہ یہ میں نے کیوں سنایا۔ لہٰذا اس نے پنجرے کا دروازہ کھولا طوطے کو دیکھا تو مرا ہوا پایا اس نے بڑے رنج کے ساتھ طوطے کو باہر پھینک دیا۔ طوطے صاحب جیسے ہی باہر آئے وہ پھر سے اڑے اور قریبی درخت پر جا بیٹھے۔ تاجر بڑا حیران ہوا اور کہا میاں مٹھو یہ کیا بات ہوئی؟

طوطے نے عرض کیا میرے آقا اس ملک کے طوطے نے مر کر مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ اگر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مرنا سیکھو اور اس میٹھی چوری اور سونے کے گھر پر لعنت بھیجو۔ میں اس کی بات پر ایمان لایا اور یوں آزادی حاصل کر لی میرے آقا مرا وہ بھی نہیں تھا۔ لہٰذا غلامی کی زندگی سے بہتر ہے کہ مر کر آزاد ہو جائے۔

اس کہانی میں فرد واحد اور پوری امت خاص کر اہلیان پاکستان کے لئے درس ہے کہ امریکہ کی غلامی سے آزادی کی موت بہتر ہے مگر یہ آزادی ہو ایمان والی اور ہو ایمان حقیقی تو موت بھی ایمان والی ہو گی۔

لہٰذا اگر موت ایمان حقیقی کے ساتھ ہے تو اخروی کامیابی یقینی ہے اور ٹھکانہ جنت الفردوس ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے۔ جب جنت ٹھکانہ ہو جائے تو حقیقی آزادی میسر آئے گی۔ بار بار ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

امیر حلقہ سندھ (زیریں) کا دورۂ حیدرآباد

حلقہ سندھ (زیریں) کے امیر جناب محمد نسیم الدین ۲۶/اپریل کو حیدرآباد کے دورہ پر تشریف لائے۔ اس دورے کا مقصد اس تربیتی اجتماع میں شرکت کرنا تھا جو اسی دن بعد نماز عصر شروع ہو کر ساڑھے دس بجے شب تک جاری رہا۔ امیر حلقہ نے رفقاء سے بطور تذکیر یہ جاننا چاہا کہ ہم جو تنظیم اسلامی میں شامل ہوتے ہیں اس کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کے عہد کی تجدید کر کے امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو پھر ہمیں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ تنظیم میں شمولیت کے بعد اللہ تعالیٰ کی بندگی کی راہ میں کتنے آگے بڑھے ہیں' خود اپنی کتنی اصلاح کی ہے' دوسروں کو بندگی کی دعوت دینے میں ہمارا اب تک کا کردار کیا ہے اور بندگیٔ رب کے نظام کے قیام کی جدوجہد میں کیا پیش رفت کی ہے۔ بعد ازاں' انہوں نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف پر گفتگو کی۔ ہر رفیق کو چاہئے کہ وہ رفقاء کے دس مطلوبہ اوصاف ازبر کر لے اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے رفقاء سے کہا کہ چار دیواری کے اندر اجتماع کرنے کی بجائے وہ باہر نکل کر لوگوں کو دین کی دعوت پہنچانے کا اہتمام کریں۔ مقامی رفقاء کی نصرت کے لئے یہ طے کیا گیا کہ ہر ماہ کے دوسرے اتوار کو کراچی سے رفقاء کو بھیجا جائے گا اور اس سلسلے کا پہلا اجتماع ان شاءاللہ ۱۲ مئی کو منعقد ہوگا۔

اس تربیتی اجتماع میں رفقاء و احباب سمیت ۲۳ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: عبدالقادر)

اسرہ ٹوبہ کا سہ روزہ تبلیغی و دعوتی پروگرام

پروگرام کا آغاز ۱۹ اپریل کو حلقہ پنجاب (وسطی) کے امیر جناب مختار حسین فاروقی کے خطاب جمعہ سے ہوا۔ قاسمیہ مسجد' فیض کالونی میں کم و بیش ایک سو افراد نے بڑی دلچسپی سے اس خطاب کو سنا۔ فاروقی صاحب نے اس تاریخی حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ اسلام کے عروج کے بعد زوال بھی آیا لیکن ہمارے دین کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ماحول سے نہ گھبرائے اور حضرت محمد ﷺ کے مشن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ سورۂ روم کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے کہ اللہ کا عذاب آئے' ہمیں توبہ کرنی چاہئے اور لوگوں کو قرآن کی دعوت دینی چاہئے۔ نماز جمعہ کے بعد الہدیٰ لائبریری میں مقامی اسرہ کی طرف سے تقریباً ۲۵ احباب کو دعوت طعام تھی۔ اس مسنون دعوت سے متصل فاروقی صاحب کی مختصر مگر نہایت موثر دعوت رجوع الی القرآن تھی۔ ساڑھے چھ بجے شام محلہ اسلام پورہ میں جناب زاہد اسلم کی رہائش گاہ پر درس ہوا۔ فاروقی صاحب نے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷ کے حوالے سے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ تین کام کرنے کے لئے تشریف لائے:

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

۲۔ پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک کو حرام کرنا

۳۔ لوگوں کو غلط رسم و رواج کے طوق سے آزادی دلانا

نماز مغرب کے بعد جناب ڈاکٹر خالد لطیف کی رہائش گاہ پر درس قرآن ترتیب دیا گیا تھا۔ محترم فاروقی صاحب نے سورۂ آل عمران کے گیارھویں رکوع کے حوالے سے خطاب فرمایا۔ اس دن کا آخری درس جماعت اسلامی کے رکن جناب ضیاء الرحمٰن کی رہائش گاہ پر نماز عشاء کے بعد ہوا جس میں فاروقی صاحب نے سورۂ یٰسین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اس کے پہلے رکوع کا ترجمہ اور مختصر تشریح کی۔

اگلے روز نماز فجر کے بعد مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ کالونی میں فاروقی صاحب نے سورۂ تغابن کے دوسرے رکوع کی تشریح بیان کی۔ نماز ظہر کے بعد توکلی مسجد میں سورۃ الحجرات کے دوسرے رکوع کی ابتدائی دو آیات کے حوالے سے ان معاشرتی برائیوں کی وضاحت کی گئی جن کی وجہ سے معاشرے میں باہمی نفرت و عداوت جنم لیتی ہے۔ نماز مغرب کے بعد الہدیٰ لائبریری میں عربی کلاس کے طالب علموں سے قرآن فہمی کے اہداف کے موضوع پر فاروقی صاحب نے خطاب کیا۔ نماز عشاء کے بعد محلہ رحمت آباد کی مسجد میں سورۃ الفیل کا ترجمہ اور تشریح بیان کی گئی۔

۲۱ اپریل کو گورنمنٹ ڈگری کالج کی مسجد میں نماز فجر کے بعد سورۃ الغاشیہ پر درس دیتے ہوئے ایمان بالآخرہ کی اہمیت واضح کی گئی۔ پروگرام کا آخری خطاب جامع مسجد' محلہ اقبال نگر میں تھا۔ ساڑھے نو بجے صبح جناب مختار فاروقی نے ''انسان کا ازلی دشمن: ابلیس'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج جو بے حیائی معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے' یہ شیطان کا منصوبہ ہے اور اسے پھیلانے والے شیطان کے ایجنٹ ہیں۔ آج شیطان کی دشمنی کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ اس کے وار سے بچنے کے لئے قرآن کا ہتھیار استعمال کرنا ہوگا۔ کم و بیش چالیس احباب نے اس خطاب کو سنا۔ اس طرح یہ سہ روزہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔
(رپورٹ: خلیل الرحمٰن)

اسرہ چشتیاں کی ماہانہ شب بسری

یہ پہلا موقع تھا کہ حلقہ بہاول نگر کے امیر جناب حاجی محمد منیر احمد نے شب بسری شہر سے باہر جا کر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ساتھیوں کے مشورہ سے چک نمبر 104/F کو منتخب کیا گیا جو کہ چشتیاں سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آٹھ ساتھیوں کا قافلہ جس کے امیر جناب محمد ذوالفقار تھے' شام ساڑھے پانچ بجے روانہ ہوا اور عصر کی نماز 104/F میں جا کر ادا کی۔ نماز کے بعد جناب ڈاکٹر جاوید اقبال نے نمازیوں سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور ان سے اپیل کی کہ کچھ ساتھی وقت نکالیں تاکہ گاؤں کے لوگوں سے ملاقات ہو سکے۔ چنانچہ چار لوگ گاؤں سے اور باقی تنظیم کے ساتھیوں کے دو گروپ بنا کر تمام گاؤں والوں کو مغرب کی نماز کے بعد درس قرآن کی دعوت دی گئی۔

نماز مغرب کے بعد جناب ذوالفقار نے درس قرآن دیا جس کا موضوع تھا ''دین کا جامع تصور اور ہماری ذمہ داریاں''۔ یہ درس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔ عشاء کے بعد جناب امجد علی خان نے درس حدیث دیا جس کا موضوع ''زبان اور اس کے گناہ'' تھا۔ اس کے بعد تعارفی نشست ہوئی۔ آرام کے وقفہ کے بعد ساتھیوں کو تہجد کی نماز کے لئے جگایا گیا۔ اس کے بعد قرآن مجید کے دو رکوع کا ترجمہ پڑھا گیا۔ فجر کے بعد ذوالفقار بھائی نے درس قرآن دیا اور اپنی تنظیم کا تعارف کرواتے ہوئے لوگوں کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔

نماز اشراق کے بعد ساتھی اس عزم کے ساتھ گھروں کو لوٹے کہ اگلے ماہ کی شب بسری میں اور زیادہ ساتھیوں کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔ (رپورٹ: حسن محمود)

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے تحت چھ روزہ تفہیم دین و دعوت رجوع الی القرآن کورس

اس کورس کا آغاز ۲۰ اپریل کو بعد نماز مغرب ہوا اور اسے ''نور الہدیٰ ایجوکیشن سنٹر'' میں منعقد کیا گیا۔ کورس کی باقاعدہ تشہیر بینرز اور ہینڈ بل کے ذریعے کی گئی۔ پہلے دن راقم نے قرآنِ مجید کے حقوق اور عظمتِ قرآن کے حوالے سے گفتگو کی اور بورڈ کی مدد سے موضوع کو واضح کیا۔ دوسرے دن ''مذہب اور دین کا فرق'' اور ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پڑھایا گیا۔ اس ضمن میں دین کے ہمہ گیر تصور کی نشان دہی کی گئی۔ طلبہ کو بتایا گیا کہ دین چند مخصوص عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ہماری زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ فرائض دینی کے تصور کو واضح کرتے ہوئے بتایا گیا کہ فرض عبادات کے علاوہ غلبہ و اقامتِ دین کے لئے دعوت و تبلیغ اور جان و مال لگانا بھی فرض عین کے درجے میں ہے۔ تیسرے دن نمازِ مغرب کے بعد حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم تربیت جناب خادم حسین نے ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم چند نعتوں کا سہارا لے کر اور سیرت کی چند کتابیں لکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ جوڑ لیا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ عشقِ رسول ﷺ کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ہم اُس مشن کی تکمیل کے لئے سرگرم ہوں جس کی خاطر آپؐ نے طائف میں پتھر کھائے اور غزوہ احد میں دندان مبارک شہید کروائے۔ کورس کے چوتھے دن جناب حافظ مشتاق ربانی نے تجدید ایمان' توبہ اور تجدید عہد پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کے غلبہ کے لئے ہمیں اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہنا چاہئے اور موروثی ایمان کی جگہ شعوری ایمان پیدا کرنا چاہئے۔ اگلے دن بھی جناب حافظ مشتاق ربانی نے ہی لیکچر دیا' جس کا موضوع ''رزق میں برکت کے روحانی طریقے'' تھا۔ انہوں نے طلبہ کے سامنے اسلام کے معاشی نظام کی نمایاں خصوصیات واضح کیں۔ کورس کے آخری دن کا لیکچر جناب شاہد اسلم کے ذمہ تھا' جس کا موضوع ''سیرتِ نبی اکرمؐ'' تھا۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی زندگی کے تمام واقعات ایک ترتیب کے ساتھ تفصیلاً بیان کئے اور غلبہ دین کے لئے اسوہ حسنہ کو مکمل طور پر اپنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ آخری

پروگرام میں طلبہ و طالبات کے علاوہ ۷۰ احباب نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر ۱۷ طالبات اور ۸ طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ اس تقریب کی صدارت تنظیم اسلامی گوجرانوالہ شہر کے امیر جناب پاشا ہارون برکی نے کی۔ کورس کے حوالے سے شرکاء کا تاثر یہ تھا کہ اس طرح کے پروگرام تسلسل کے ساتھ جاری رہنے چاہئیں۔ اس کورس کی کامیابی میں ''نور الہدیٰ ایجوکیشن سنٹر'' کے پرنسپل جناب محمد ارشد فرقانی اور ان کے بھائی جناب ڈاکٹر محمد شفقت نے بھرپور تعاون کیا۔ (رپورٹ: شاہد رضا)

فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے خلاف حلقہ سندھ (زیریں) کا مظاہرہ

آج جبکہ اسلام کے نام پر بننے والی مملکتِ خداداد پاکستان کے حکمران ''سب سے پہلے پاکستان'' کا درس دے رہے ہیں' ہمیں بہرحال اس حدیثِ نبویؐ کی یاد دہانی کرواتے رہنا چاہئے کہ امت مسلمہ کی حیثیت ایک جسدِ واحد کی سی ہے جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرا عضو اس کے درد کو محسوس کرتا ہے۔ گزشتہ ماہ ہم نے بھارت کے مسلمانوں پر ہنود کے مظالم کے خلاف مظاہرہ کیا تھا۔ جہاں تک مسلمانوں پر مظالم کا تعلق ہے' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہود و ہنود ماں جائے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل ویسے تو ایک عرصے سے مظالم روا رکھے ہوئے ہے لیکن حالیہ دنوں میں تو اس نے مظالم کی انتہا کر دی ہے۔ لہٰذا اس ظلم کے خلاف حلقہ سندھ (زیریں) نے ایک مظاہرہ ۲۵ اپریل کو پریس کلب کے سامنے ترتیب دیا۔ رفقاء نے حسبِ معمول بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر مختلف نعرے درج تھے۔ یہ مظاہرہ تقریباً پون گھنٹہ جاری رہا جس کے دوران رفقاء نعرۂ تکبیر کے علاوہ ''تیرا میرا رشتہ کیا' لا الٰہ الا اللہ'' ''سب سے پہلے اسلام'' ''انسان کا دشمن یہودی'' ''تجھ سے جسم و جان کا رشتہ' مسجد اقصیٰ مسجد اقصیٰ'' کے نعرے بلند کرتے رہے۔ اس دوران پریس فوٹو گرافرز اپنا فرض ادا کرتے رہے اور ان کو امیر حلقہ کے بیان پر مشتمل پریس ریلیز کی نقلیں فراہم کی جاتی رہیں۔

اس بیان میں انہوں نے کہا کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان غیر مسلموں کے مظالم کا شکار ہیں تو اس کی اصل وجہ عالمِ اسلام کی کمزوری ہے کیونکہ جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات ہے۔ چونکہ اُمت مسلمہ نے قرآن سے اپنی عملی وابستگی تقریباً ختم کر دی ہے لہٰذا اس کا وجود ہی سرے سے ختم ہو چکا ہے اور اب دنیا میں مسلمان قومیں ہی باقی رہ گئی ہیں جو مختلف بنیادوں پر تفرقے میں پڑ چکی ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو تو ہمیں قرآن کے دامن میں پناہ لینا پڑے گی۔ انہوں نے مسلم امہ کے ہر فرد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کو حرزِ جاں بنائیے' اس کی تلاوت کو اپنا روزانہ کا معمول بنائیے' اس کے احکام کو سمجھنے کا اہتمام کیجئے' ان احکامات پر عمل کو اپنے اوپر لازم کیجئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زندگی کے ہر شعبے میں قرآنی احکامات کو جاری و ساری کرنے کے لئے اللہ کے دین کی سربلندی کی جدوجہد میں شامل ہو جائیے۔ جب تک عالمی سطح پر اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی قائم نہیں ہو جاتا' جس کے لئے دنیا کے کسی ایک ملک میں نظامِ خلافت کا قیام ضروری ہے' عالم اسلام نیو ورلڈ آرڈر کا جو دراصل جیو ورلڈ آرڈر ہے' ہمیشہ شکار رہے گا۔

دورانِ مظاہرہ اے آر وائی چینل نے امیر حلقہ کا انٹرویو بھی لیا۔ آخر میں ناظم حلقہ جناب انجینئر نوید احمد نے مختصر خطاب کیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم ''سب سے پہلے پاکستان'' کے نعرے کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ ایک منافقانہ نعرہ ہے۔ ہماری سب سے پہلی ترجیح اسلام ہونی چاہئے۔ بعد ازاں دعا کے ساتھ اس مظاہرے کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

منڈی صادق گنج میں تحریک رجوع الی القرآن

منڈی صادق گنج' دریائے ستلج کے ساتھ ساتھ ضلع بہاولنگر کی آخری آبادی ہے۔ یہ علاقہ بڑے بڑے جاگیرداروں اور انتہائی غریب لوگوں کا مسکن ہے۔ مچن آباد میں تحریک رجوع الی القرآن کے روحِ رواں جناب شاہد انصار بڑے عرصہ سے اس علاقہ میں تحریک کے آغاز کے خواہش مند تھے۔ اپریل کے آغاز میں انہوں نے اس سلسلے میں منڈی صادق گنج ہائی سکول کے عربی ٹیچر جناب لعل حسین اختر سے مدد کی درخواست کی جو انہوں نے قبول کر لی۔ یوں منڈی صادق گنج میں ایک پروگرام طے پا گیا۔ بعض وجوہات کی بناء پر حاضری بہتر نہیں تھی' جن میں ایک بڑی وجہ سکول میں چھٹی ہونا بھی تھی۔ بہرحال حلقہ بہاول نگر کے امیر جناب محمد منیر احمد نے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کی۔ آئندہ کے لئے طے کیا گیا کہ ہائی سکول کے اندر واقع مسجد میں ہر سوموار کو بعد نمازِ ظہر درس قرآن ہوا کرے گا۔ اب تک اس سلسلے کے تین درس ہو چکے ہیں۔ رفقاء و احباب سے اس پروگرام کی کامیابی کے لئے دعا کی اپیل ہے! (رپورٹ: محمد رمضان)

حلقہ پنجاب (شمالی) کے ناظم کا دورۂ ایبٹ آباد

حلقہ پنجاب (شمالی) کے ناظم جناب شمس الحق اعوان ۱۹/ اپریل کو ایبٹ آباد تشریف لائے اور نماز عصر کے بعد سورۂ توبہ کی آیت ۲۴ کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ کی محبت ان آٹھ محبتوں سے بالا ہونی چاہئے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ فسق ہے۔ سب سے اونچا کام نظام عدل اجتماعی کا قیام ہے' لیکن آج ہماری ترجیحات بدل گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح فکر تک ہماری رہنمائی فرمائی مگر ہم نے نہ خود اس کو حرز جاں بنایا اور نہ اسے دوسروں تک پہنچایا۔ اسی وجہ سے ہمارے اندر بھی سستی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ایک دوسرے کو اٹھائیں۔ ہمیں قرآن کا مبلغ بننا چاہئے کیونکہ اسی سے ہمارے دلوں کا زنگ صاف ہو سکتا ہے۔

درس قرآن کے بعد ناظم حلقہ نے رفقاء سے ملاقات کی۔ تنظیمی کام کو بڑھانے کے لئے غور و خوص ہوا

(مرتب: اسد قیوم)

of the "ritualistic standards" set by clergy. They feel uncomfortable when they realise they are violating the very basic principles of their faith. According to the secular argument: "They are not able to reconcile compulsions of modern day living with the rigidity demanded by the orthodoxy." "Demanded by orthodoxy" is a very vague term. If "orthodoxy" means Islam, the proponents of secularism need to clearly mention the part of Islam that makes their modern day living difficult. It is then easy to prove with a little research that "orthodoxy" makes a lot more sense than the liberal thinking. For instance, women liberation and co-working and education facilities have brought the US to a stage, where a joint effort of ABC News and Oprah Show recently revealed that two out of every three women in US suffer rape in her life time. Is it possible in a Muslim country, even without the enforcement of "orthodoxy"? Never. Simply because of the little religious restrictions, which has become part of our culture and traditions. Vibrant nations definitely keep pace with changing times. However, they need to use their intellect for thrashing out good from bad. Even if we refuse to take a lesson from religion, still there is a lot that we can learn from the liberal experience of the Western nations. Instead of going through the same pain before declaring our "keeping pace with the changing times" as a horrible nightmare, we need to have a guided approach towards the change process. Using modern education and scientific gadgets does not mean that we shall follow the failed social ethos of the so-called "advance societies" as well. If we buy a computer, do we also need to go to have a girl friend and cohabit for years before getting married? If we use satellite phone, do we also need to allow our daughters to have out of wedlock babies? If we use the Internet, do we also need to allow same sex marriages, because modernity of gadgets and social ethos go hand in hand? The answer to these question is a resounding "NO".

(To be concluded)

تنظیم اسلامی کا قیام
نظام خلافت کا پیغام

a clear approach as to how they want to establish an Islamic system in Pakistan. One is believed for what he sincerely says. Let religious parties stop making alliances with groups working against the Islamic system, let them agree on one blue print for an Islamic state, let them present it to public with one sincere voice and see an unbelievable change in the existing voting patterns. It is easy to say than to prove that the common man "believes the worldly affairs are too important to be left in the hands of the clergy." because the present mess in Pakistan is due to the common man's handing these "too important" "worldly affairs" either to the secular politicians or military dictators. So far, the clergy has been on the sidelines and he cannot be blamed for any misadventure with the state system. It is illogical to give reference to Sudan, Iran or Afghanistan as failed Islamic states. The events have conclusively proved that in all these states the forces of destruction far outnumbered and outsourced the forces of construction. The opposing forces have been fully funded and supported by the US and even the UN. Against such military, economic and other subversive forces, not even the best model of established governing systems in the world can survive -- let alone the burgeoning Islamic system in its nascent stage in Afghanistan or Sudan. Despite the fact that the US allocates millions of dollars to destabilize it, the governing system in Iran is still far better than the pure dictatorships and corrupt democracies in Pakistan. The other misconception spread by the secularists is that the middle classes are confused about Islam and Islamic state or Ribba (interest) and women rights, etc., and scholars such as Dr. Israr Ahmad are further confusing them. The middle classes are not confused at all. They need not listen to Dr. Israr Ahmed' "contradictions" to know that Ribba is forbidden. Qur'an is there and almost every Muslim knows what has been declared forbidden in very clear terms. It is only the government that imposes contradictions through establishing systems, which are in total contradiction to what majority believes and wants to practice. The contradictions are not in Islam but within the systems of a state that proclaims itself "Islamic" but imposes Anglo-Saxon systems. This is the root of the problem. The problem does not arise due to the misconception that "Dr. Israr Ahmad preaches obscurantism," but due to the fact that the educated people, who "throng to listen to such lectures," do not find a system for practicing what they really believe. Our educated classes are not caught in between the cross-currents of modernization and obscurantism. The so-labelled educated "fundamentalists" do not reject the universal phenomenon of change at all. They simply do not want to rush to modernization and accept anything that is labelled as "modern" irrespective of its value in the light of the Qur'an and Sunnah. Becoming modern is acceptable, but not at the cost of eroding Islam. Any reference to Allama Iqbal's Reconstruction of Religious Thought in Islam is needless for the simple reason that he look forward to a revival, not reinterpretation of Islam, or its dilution with the help of "universal norms" for its being "mediaeval." The secularists argue that the Muslims have not paid "attention to acquiring knowledge," "modern education," "free discussion and scientific enquiry" for Reformation of Islam. They think, the west "took a basic decision about the role of religion in their lives, and had the courage to declare 'Render unto Pope what is Pope's and render unto Caesar what is Caesar's'," which helped it make tremendous progress. It is important to note that Islam is not against acquiring knowledge and modern education. However, one cannot render unto Allah what is Allah's without obeying what he prescribed in His book. one cannot erect a wall between Qur'an and the worldly life. The role of Islam cannot be relegated to private sphere like any other religion, unless one re-formats Islam according to his wishes. Yet another misconception is that Muslims "continue to be emotive and rhetorical about 'Ummah', which is nothing more than a myth." Such words can only come from those who either do not believe or cannot understand the concept of Ummah. Qaid-e-Azam, who is being promoted as the chief secularist, said in a public speech that no geographical limits can divide children of Islam."(14) Today, the self-proclaimed seculars like, General Musharraf, say that we are not responsible for the plight of Muslims in Palestine and other places. Compare this with the statement of Qaid-e-Azam, who told the New York Times correspondent half a century ago: "The Indian Muslim would do every thing in his power to help the Arab; he will go to any length because we do not want Palestine to go out of Muslim hands." When asked to define "any length," Mr. Jinnah said: "It means whatever we can do, violence, if necessary."(15) The seculars argue that our uncontrollable "passion for Ummah" makes us "harbour extra-territorial loyalties." Why shall we blame the Muslims alone for extra territorial loyalties? Are not the Jews from all over the world coming to Israel and support its brutal occupation from wherever they are? Is not the American's, Jews or Christian, loyalty with Israel extra-territorial? Why do most of the Americans vote in favour of the Israeli policies if their loyalties are not extra-territorial? Do the Western nations not have any extra-territorial loyalties? What brought them together in the case of staged-attack in the US? To what use are extra-territorial loyalties when the Muslim cannot act to liberate their fellow Muslims from the occupation of Israelis, Russians and Indians? When the US and its allies wanted to liberate Kuwaitis, it didn't take them more than six months to utilize their extra-territorial loyalties. On the other hand, the whole world cannot liberate Palestine as long as the US extra territorial loyalties are with Israel. Most Muslims are considered by the secularists to "have a guilty conscience because they do not, and perhaps cannot, live up to the (ritualistic) standards as enunciated by the clergy." There is no need to be worried about clergy. The educated middle class can never be double minded because they can read and write, and also understand straightforward injunctions of the Holy Qur'an and teachings of the Sunnah. Clergy can never impose anything on anyone. So, most Muslims do not feel guilty because

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Our Fatal Misconceptions

Almost every Muslim agrees that there is a need of Islamic awakening. Solutionist and neutralist are the two commonly followed approaches to achieve this end. To the solutionist, or conflationist approach, Islam is the solution to every problem. All we need is to invoke the Shari'a and the institution of Islamic state. To the neutralist or deconflationist approach, secularism is the answer. It considers Islam as politically neutral, which does not provide any ready-made political recipe. This liberal approach suggests Reformation and Renaissance, the process that the Christian world passed through before reaching the present state of their progress. The secular approach to Islamic awakening is the result of a systematic incubation of Western concept of political Islam within Muslim intellectuals since 1920s. The best possible summary of secular argument was published in the Dawn, May 6-7, 2002 under the title "Our basic contradictions." In fact, we don't have any basic contradictions; we only have some fatal misconceptions. For instance, the author Tasneem Siddiqui opens the discussion with the argument that a lack of Western kind of Reformation leads to "confusion, tentativeness, uncertainty that we see in Muslim societies today." The basic misconception is that Islam needs Reformation, which is a religion declared, "complete" by no less an authority than Prophet Mohammad (PBUH). We definitely need reformation, but not of our religion for the sake of our convenience like Christianity. We need to reform ourselves. Our "confusion, tentativeness and uncertainty" is not due to "our basic contradictions" in our faith, but because of our common practices which are in total contradiction to Islam. The deconflationist theory considers Muslims to be living in two worlds: "in the modern times and the mediaeval ages - at the same time." Before being carried away by this misconception, we need to realise the fact that taking advantage of the "modern gadgets, latest scientific knowledge," etc., is one thing, and accepting new "social-political realities and separation of church and state," irrespective of analysing their merits and demerits, is totally another. For instance, the "new social ethos" also accept different lifestyles, such as homosexual, omni-sexual, transsexual, etc. Are we to accept these lifestyles and the associated "modern human rights" just because we are utilizing the modern information systems and gadgets? There are then attempts to glamorise "modern human rights." Don't we observe the double standards of "modern human rights" in the "civilised" nations' response to what happened under the Taliban and what is happening under the Israeli, Indian or Russian regimes? The general misconception, developed initially by the communists and now being propagated by the secularists, is that anything associated with religion would drag the Muslims back in time and hinder their progress and growth, without explaining why. Failure of the religious parties in elections does not mean, the common man "is deeply religious in his own way," but for "an improvement in life" he chooses the "progressive, forward looking, secular leaders and parties." There is absolutely no instruction in the Qur'an or Sunnah to stop being forward looking, to stop progress in life or leave the worldly life. If failure of the religious parties is rejection of Islam, why not rejection of the politicians and "voting" a General to power be considered as rejection of democracy? Undoubtedly, it seems that in 1946, the common man rejected the Majlis-i-Ahrar, Jamaat-i-Islami, Jamiat-i-Ulema-i-Hind, Khaksar Tehreek and followed Mr Jinnah who, "was a westernised man." In fact, the masses were galvanized by the religious parties for the Two Nations Theory, which ultimately led to the creation of Pakistan. Actually any rejection of religious parties does not mean rejection of Islam. The post-Pakistan-creation religious parties are not supposed to be engaged in what they are involved in the first place. The masses are not confused. It is the religious political parties who don't know how to struggle for what they claim to be struggling for - the Islamic system - and what they actually struggle for - the power. They lose both direction and mass support as soon as coming to power becomes their first objective and establishing an Islamic system the last. Moreover, Qaid-e-Azam was no less a leader of Islam than other religious parties of the time. His words like: "proud to belong to Islam"(1); "keep the flag of Islam flying"(2); "Islam a complete code of life, flag of Muslim League is flag of Islam"(3); "this flag symbolizes your honour, the honour of the Muslims and the honour of Islam"(4); "rally round Muslim League and work for Islam"(5); "Islamic code of law is most equitable, most just, most advanced and most progressive"(6); "no geographical limits can divide children of Islam"(7); "speak with one voice, that of Islam"(8); "Pakistan, the only goal to save Islam"(9); "what message can I give you? We have got the greatest message in the Qur'an"(10); "you must remember that Islam is not merely a religious doctrine but a realistic and practical code of conduct"(11); "Islam came in the world to establish democracy, peace and justice"(12); "our religion, our culture and our Islamic ideals are our driving force to achieve independence"(13); etc., were enough to convince a common man that he was not a "westernised man" working for western ideals. After the creation of Pakistan, the common man did not reject Islam as "orthodox and obscurantist" by voting for the PML and PPP. He, in fact, rejected the religious political parties, divided in more than 20 different groups, with no one having